حصولِ علمِ دین میں مصروف طالب علموں کے لئے ایک رہنما تحریر

تَعلِیمُ المُتَعَلِّم طَرِیقَ التَّعَلُّم

ترجمہ بنام

مؤلّف : حضرت سیّدُنا امام برہان الدین ابراہیم زرنُوجی علیہ رحمۃ اللہ الولی

(اَلمُتَوَفّٰی ۶۱۰ھ)

حصولِ علمِ دین میں مصروف طالب علموں کے لئے ایک رہنما تحریر

تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم

ترجمہ بنام

راہِ علم

مؤلِّف:

حضرت سیّدُنا اِمام برہان الدین ابراہیم زرنوجی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی

(اَلْمُتَوَفّٰی ۶۱۰ھ)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبہ تراجمِ کتب

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

نام کتاب : تَعلِیمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیقَ التَّعَلُّم

ترجمہ بنام : راہِ علم

مؤلف : حضرتِ سیِّدُ نا امام برہان الدین زرنوجی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی

مُتَرْجِم : مولانا علی اصغر العطاری المدنی مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی

سِن طباعت (باردوم): رمضان المبارک ۱۴۳۱ ھ بمطابق اگست 2010ء

قیمت : روپے

تصدیق نامہ

تاریخ: ۶ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۰ ھ حوالہ نمبر: ۱۶۵

الحمد للہ رب العٰلمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سید المرسلین وعلی الہ و اصحا بہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب ”تَعلِیمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیقَ التَّعَلُّم“ کے ترجمہ

”راہِ علم“

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے مطالب ومفاہیم کے اعتبار سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

24 - 11 - 2009

E.mail:ilmia@dawateislami.net

فہرست

علم سیکھنے سے آتا ہے

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ''علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور وفکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۷۳۱۲، ج۱۹، ص۵۱۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”راہِ علم راہِ جنت ہے“ کے 14 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ”14 نیّتیں“

فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔“ (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج۶، ص ۱۸۵)

دو مَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

{۱} ہر بار حمد و {۲} صلوٰۃ اور {۳} تعوُّذ و {۴} تَسمِیہ سے آغاز کروں گا (اسی صَفْحَہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)۔ {۵} قرآنی آیات اور {۶} احادیث مبارکہ کی زیارت کروں گا {۷} رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مُطَالَعہ کروں گا۔ {۸} حتَّی الْوَسع اِس کا باوُضُو اور قبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا۔ {۹} جہاں جہاں ”اللّٰہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور {۱۰} جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں گا۔ {۱۱} (اپنے ذاتی نسخے پر) عندالضرورت خاص خاص مقامات انڈر لائن کروں گا {۱۲} دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ {۱۳} اس حدیثِ پاک ”تَھَادَوْا تَحَابُّوْا“ ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ (مؤطا امام مالک، ج۲، ص ۴۰۷، الحدیث: ۱۷۳۱) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ {۱۴} کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا۔

(مصنّف یا ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

المدینة العلمیة

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علاّمہ

مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه

الحمدللہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدَّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **''المدینة العلمیة''** بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلما و مُفتیانِ کرام كَثَّرَ هُمُ اللّٰهُ السَّلَام پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت (۲) شعبۂ درسی کُتُب

(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۴) شعبۂ تراجمِ کتب

(۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (٦) شعبۂ تخریج

''المدینة العلمیة'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف

کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الوَسع سہل اُسلوب میں پیش کرنا ہے۔

تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **"دعوتِ اسلامی"** کی تمام مجالس بَشُمُول **"المدینۃ العلمیہ"** کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

(آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

❁❁❁❁❁❁❁

پہلے اسے پڑھ لیجئے!

زیرِنظر کتاب ”تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم“، حضرت سیِّدُنا امام برہان الدین زرنوجی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کی مختصر و جامع تصنیف ہے جو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے علم دین کے موضوع پر مرتب فرمائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ترکستان کے مشہور شہر ”زرنوج“ میں پیدا ہوئے، اسی وجہ سے زرنوجی کہلائے۔ زرنوج، خوجند کے بعد ماوراءالنہر کے قریب واقع ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی شخصیت علم و فضل، زہد و تقوی سے عبارت تھی۔ عُلمائے احناف میں یگانہ روزگار شمار کئے جاتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو صاحب ہدایہ شیخ الاسلام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر مرغینانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے شرف تَلَمُّذ حاصل تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا وصال تقریباً 610ھ میں ہوا۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی اس کتاب میں **”ایک طالب علم کو کیسا ہونا چاہیے“** اور طلب علم میں طلبہ کو کن کن مشکلات و مصائب کا سامنا ہوسکتا ہے اور ان مشکلات و مصائب سے کس طرح براءت مل سکتی ہے ان کا بیان کیا ہے۔ طلبہ پرہیزگاری، سلیقہ شعاری اور قناعت پسندی اور علم دین کے حصول میں ثابت قدمی کیسے حاصل کر سکتے ہیں ان امور کو بھی ذکر کیا ہے کیونکہ شروع میں جب طلبہ جامعات میں داخلہ لیتے ہیں تو بہت اچھی اچھی نیتوں اور ڈھیر سارے جذبات کے ساتھ علم دین حاصل کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں مگر آہ! آہستہ آہستہ ان نیتوں اور جذبات میں شیطان طالب علم کو سستی دلانا شروع کرتا ہے جس کی وجہ سے

بعض طلبہ کو علم دین کے حصول میں ثابت قدمی نہیں رہتی اور یوں وہ علم دین سے دوری اختیار کرنے لگتے ہیں۔ مصنف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی اس کتاب میں شیطان کے ان واروں سے کس طرح نجات ملے ان باتوں کو بھی ذکر کیا ہے۔ نیز آپ اس کتاب میں بے شمار نصیحتوں اور حصول علم کے سنہری اصولوں کو پائیں گے ان شآء اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ۔ اس کتاب کی افادیت کے پیش نظر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطار قادری رضوی** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ ہر خاص و عام کو اس کے مطالعے کی اکثر ترغیب دیتے ہیں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی) نے اکابرین و بزرگانِ اہلسنت کی مایہ ناز کتب کو حَتَّی الْمَقْدُوْر جدید دور کے تقاضوں کے مطابق شائع کرنے کا عزم کیا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کا ترجمہ بھی اِستفادۂ عامہ کی غرض سے پیش کیا جارہا ہے۔ یہ کتاب نئی کمپوزنگ، احادیث کی حَتَّی الْمَقْدُوْر تخریج، عربی و فارسی عبارات اور اشعار کی درستی، نیز مآخذ و مراجع کی فہرست کے ساتھ مزین ہے۔ ''المدینۃ العلمیۃ'' کے مدنی عُلَماء کرام کی یہ محنت قابل ستائش ولائق تحسین ہے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کی یہ پیش کش قبول فرما کر جزائے جزیل عطا فرمائے، انہیں مزید ہمت اور لگن کیساتھ دین کی خدمت کا جذبہ عطا فرمائے۔

(آمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

شعبہ تراجِم کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہ الَّذِیۡ فَضَّلَ بَنِیۡ آدَمَ بِالۡعِلۡمِ وَالۡعَمَلِ عَلٰی جَمِیۡعِ الۡعَالَمِ،وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِالۡعَرَبِ وَالۡعَجَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ یَنَابِیۡعُ الۡعُلُوۡمِ وَالۡحِکَمِ.

تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس نے علم وعمل کے سبب بنی آدم کو تمام عالَم پر فضیلت دی۔ درودوسلام ہو عرب وعجم کے سردار محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اورآپ کی آل اوراصحاب رِضۡوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡھِمۡ اَجۡمَعِیۡن پر جوکہ علم وحکمت کے سرچشمے ہیں۔

میں نے اپنے زمانے کے بہت سے طُلَبا کو دیکھا جوعلم حاصل کرنے کے لئے کوشش تو کرتے ہیں لیکن مقصود تک نہیں پہنچ پاتے اور یوں وہ علم کے فوائدوثمرات سے محروم رہ جاتے ہیں۔اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ تحصیلِ علم کے طریقوں میں غلطی کرجاتے ہیں اوران کی شرائط کو چھوڑ بیٹھتے ہیں اوروہ شخص جوراستہ اپنانے ہی میں غلطی کربیٹھے وہ بھٹک جاتا ہے اور مقصود خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس تک نہیں پہنچ سکتا۔

پس اللہ عَزَّوَجَلَّ سے استخارہ کرنے کے بعد میں نے ارادہ کیا اورمناسب سمجھا کہ میں طلبہ کے لئے تحصیلِ علم کے ان طریقوں کو بیان کروں جومختلف کتابوں میں میری نظر سے گزرے ہیں یا جن کو میں نے اپنے قابل اساتذہ سے سنا ہے اس امید پر کہ علم کی طرف رغبت کرنے والے مخلص طلبہ میرے لئے قیامت کے دن کامیابی ونجات کی دعاکریں گے۔چنانچہ، میں نے اس کتاب کا نام بھی ''تَعۡلِیۡمُ الۡمُتَعَلِّم طَرِیۡقَ التَّعَلُّم'' رکھا ہے۔یعنی''طلبہ کوطریقۂ تعلیم سکھانا۔''اس سلسلے میں میں نے اس کتاب کو چند فصول پر تقسیم کیا ہے۔جن کی اجمالی تفصیل درج ذیل ہے۔

{1 }......فَصلٌ فِیْ مَاهِیَۃِ الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ وَفَضْلِه

(علم وفقہ کی حقیقت اور اس کے فضائل کا بیان)

{2 }......فَصلٌ فِیْ النِّیَّۃِ فِیْ حَالِ التَّعَلُّم

(دورانِ تعلیم کیفیت نیت کا بیان)

{3 }......فَصلٌ فِیْ اِخْتِیَارِ الْعِلْمِ وَالْاُسْتَاذِ وَالشَّرِیْکِ وَالثِّبَات

(علم، اساتذہ، شرکاءِ درس اور ثابت قدمی کے اختیار کرنے کا بیان)

{4 }......فَصلٌ فِیْ تَعْظِیْمِ الْعِلْمِ وَاَهْلِه

(علم واہل علم کے احترام وتعظیم کا بیان)

{5 }......فَصلٌ فِیْ الْجِدِّ وَالْمُوَاظَبَۃِ وَالْهِمَّۃ

(محنت، مواظبت اور قوت ارادہ کا بیان)

{6 }......فَصلٌ فِیْ بِدَایَۃِ السَّبَقِ وَتَرْتِیْبِه وَقَدْرِه

(سبق کو شروع کرنے کے طریقے، سبق کی ترتیب اور اس کی مقدار کا بیان)

{7 }......فَصلٌ فِیْ التَّوَکُّل

(اہمیت توکل کا بیان)

{8 }......فَصلٌ فِیْ وَقْتِ التَّحْصِیْل

(تحصیل علم کے موزوں اوقات کا بیان)

{9 }......فَصلٌ فِیْ الشَّفْقَۃِ وَالنَّصِیْحَۃ

(شفقت ونصیحت کی اہمیت وفضیلت کا بیان)

{10 }......فَصلٌ فِی الۡاِستِفَادَۃ

(طریقۂ استفادہ کا بیان)

{11 }......فَصلٌ فِی الۡوَرَعِ حَالَ التَّعَلُّم

(دورانِ تعلیم پرہیزگاری کا بیان)

{12 }......فَصلٌ فِی مَایُورِثُ الۡحِفۡظَ وَفِی مَایُورِثُ النِّسۡیَان

(قوت حافظہ کو بڑھانے اور نسیان پیدا کرنے والی اشیاء کا بیان)

{13 }......فَصلٌ فِی مَایَجۡلِبُ الرِّزۡقَ وَمَایَمۡنَعُہٗ وَمَایَزِیۡدُ فِی الۡعُمۡرِ وَمَا یَنۡقُص

(رزق کو حاصل کرنے اور روکنے اور اسے بڑھانے، ختم کرنے اور گھٹانے والی اشیاء کا بیان)

وَمَاتَوۡفِیۡقِی اِلَّابِاللّٰہِ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَاِلَیۡہِ اُنِیۡب

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے مجھے توفیق ہے اور اسی پر بھروسہ اور اسی کی طرف توجہ۔

تعریف اور سعادت

حضرت سیِّدُنا امام عبد اللہ بن عمر بیضاوی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی (متوفی ۶۸۵ ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کرتا ہے دُنیا میں اس کی تعریفیں ہوتی ہیں اور آخرت میں سعادت مندی سے سرفراز ہوگا۔''

(تفسیر البیضاوی، پ ۲۲، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۷۱، ج ٤، ص ۳۸۸)

علم وفقہ کی تعریف اور اس کے فضائل کا بیان

سیِّدعالَم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ. یعنی: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔'' (1)

اے عزیز طالب علم! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ ہر مسلمان پر تمام علوم کا حاصل کرنا فرض نہیں ہے بلکہ ایک مسلمان پر ان امور کے متعلق دینی معلومات حاصل کرنا فرض ہے جن سے اس کا واسطہ پڑتا ہے۔ اسی وجہ سے تو کہا جاتا ہے: ''اَفْضَلُ الْعِلْمِ عِلْمُ الْحَالِ وَاَفْضَلُ الْعَمَلِ حِفْظُ الْحَالِ. یعنی: افضل ترین علم موجودہ درپیش امور سے آگاہی حاصل کرنا ہے اور افضل ترین عمل اپنے احوال کی حفاظت کرنا ہے۔''

پس ایک مسلمان پر ان علوم کا جاننا بہت ضروری ہے جن کی ضرورت اس کو اپنی زندگی میں پڑتی ہے خواہ وہ کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہو۔ ایک مسلمان کے لئے پہلا فرض تو نماز ہی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر نماز کے متعلق اتنی معلومات کا جاننا فرض ہے کہ جن سے اس کا فرض ادا ہو سکے اور اتنی معلومات کا حاصل کرنا واجب ہے جن کی آگاہی سے وہ واجبات نماز کو ادا کر سکے کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ وہ معلومات جو ادائیگیٔ فرض کا سبب بنیں انہیں حاصل کرنا فرض ہے اور وہ معلومات جو ادائیگیٔ واجب کا ذریعہ بنیں انہیں حاصل کرنا واجب ہے۔ اسی طرح روزے سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا معاملہ ہے نیز اگر صاحبِ مال ہے تو زکوٰۃ کا بھی

---

1 ......سنن ابن ماجه، كتاب المقدمة، باب فضل العلماء، الحديث: ٢٢٤، ج١، ص١٤٦۔ المقاصدالحسنة، تحت الحديث: ٦٦٠، ص٢٨٢.

یہی ضابطہ ہے اور اگر کوئی تاجر ہے تو مسائل خرید وفروخت جاننے کے متعلق بھی یہی حکم ہے کہ اتنی معلومات کا جاننا فرض ہے جن سے فرض ادا ہو سکے اور اتنی معلومات کا حاصل کرنا واجب ہے کہ جن سے واجب ادا ہو سکے۔

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُ نا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ ''آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ''**زُہد**'' کے عنوان پر کوئی کتاب تصنیف کیوں نہیں فرماتے؟'' تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''میں تو خرید وفروخت کے مسائل سے متعلق ایک کتاب تصنیف کر چکا ہوں۔''

مطلب یہ ہے کہ زاہد وہی ہے جو تجارت کرتے وقت اپنے آپ کو مکروہات وشبہات سے بچائے اور اسی طرح تمام معاملات اور صنعت وحرفت میں مکروہات وشبہات سے بچنا ہی تو زہد ہے۔ جب ایک شخص کسی کام میں مشغول ہو جاتا ہے تو اس پر اتنے علم کا حاصل کرنا فرض ہو جاتا ہے کہ جس کے ذریعے وہ اس فعل میں حرام کے اِرتکاب سے بچ سکے۔ نیز ظاہری معاملات کی طرح ہی باطنی اَحوال یعنی توکل، توبہ، خوف خدا، رضاء الٰہی وغیرہ سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا حکم ہے۔ کیونکہ بندے کو مذکورہ قلبی اُمور سے بھی ہر وقت واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ لہٰذا اس پر اَحوال قلب سے متعلق معلومات کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے۔

علم کی عظمت اور اس کا شرف کسی پر بھی مخفی نہیں کیونکہ علم ایک ایسی صفت ہے جو انسان کے ساتھ خاص ہے اور علم کے علاوہ دوسری خصلتیں مثلاً جرأت، شجاعت، سخاوت، قوت اور شفقت وغیرہ انسان وحیوان دونوں میں پائی جاتی ہیں جبکہ علم ہی وہ صفت ہے جس کے سبب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ نا آدم صفی اللّٰہ عَلٰی

نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کوتمام فرشتوں پرفضیلت بخشی اور ملائکہ کوآپ عَلَیْہِ السَّلَام کے سامنے سجدۂ تعظیمی کرنے کا حکم دیا۔

علم کواس وجہ سے شرافت وعظمت حاصل ہے کہ علم تقوی تک پہنچنے کا وسیلہ ہےاورتقوی کی وجہ سے بندہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور بزرگی اورابدی سعادت کا مستحق ہوجاتا ہے۔اس حقیقت کوکسی نے حضرت سیِّدُ نا اِمام محمد بن حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کومخاطب کر کےان اَشعارمیں بیان کیا۔

تَعَلَّمْ فَاِنَّ الْعِلْمَ زَیْنٌ لِاَهْلِهٖ   وَفَضْلٌ وَّعُنْوَانٌ لِّکُلِّ الْمَحَامِد

وَکُنْ مُسْتَفِیْدًا کُلَّ یَوْمٍ زِیَادَۃً   مِنَ الْعِلْمِ وَاسْبَحْ فِیْ بُحُوْرِ الْفَوَائِد

تَفَقَّهْ فَاِنَّ الْفِقْهَ اَفْضَلُ قَائِدِ   اِلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَاَعْدَلُ قَاصِد

هُوَالْعِلْمُ الْهَادِیْ اِلٰی سُنَنِ الْهُدٰی   هُوَالْحِصْنُ یُنْجِیْ مِنْ جَمِیْعِ الشَّدَائِد

فَاِنَّ فَقِیْهًا وَّاحِدًا مُتَوَرِّعًا   اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِد

ترجمہ: (۱)......علم حاصل کرو کیونکہ علم اہل علم کے لئے زینت ہےاورعلم اس کے لئے فضیلت اوراس بات پر دلیل ہے کہ اہلِ علم خصال محمودہ کا مالک ہے۔

(۲)...... ہر روزعلم سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرواورفوائد کے سمندروں میں تیرتے رہو۔

(۳)......اورفقہ حاصل کرو کیونکہ فقہ ہی نیکی اورتقوی کی راہ دکھانے والا سب سے بہترین رہنمااوریہی قریب ترین راستہ ہے۔

(۴)......یہی وہ علم ہے کہ جو رشد وہدایت کی راہ دکھاتا ہے۔یہ وہ قلعہ ہے جوتمام مصائب سے نجات دیتا ہے۔

(۵)......بے شک ایک پرہیز گارفقیہ،شیطان پرایک ہزارعابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

علم جس طرح تقوی تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اسی طرح باقی اوصاف مثلاً سخاوت، بخل، بزدلی، بہادری، تکبر، عاجزی، عفّت، کنجوسی اور اسراف وغیرہ کی پہچان اور ان میں تمیز کرنے کا ذریعہ بھی علم ہی ہے۔ مذکورہ اَخلاق میں سے تکبر، بخل، بزدلی اور اسراف حرام وممنوع ہیں۔ لہٰذا ان اَشیاء کے مثبت اور منفی پہلوؤں سے آگاہی پر ہی ان اشیاء سے بچا جاسکتا ہے۔ پس ہر انسان پر ان اشیاء کے متعلق علم حاصل کرنا فرض ہے۔

اِمام اَجلّ حضرت سیِّدُنا شہید ناصر الدین ابو قاسم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اخلاق کے موضوع پر ایک بہت بہترین کتاب تصنیف کی ہے۔ ہر مسلمان کے لئے اس کا مطالعہ کرنا اور اس کے مضامین کو یاد رکھنا بہت ضروری ہے۔ (1)

وہ اشیاء جن سے کبھی کبھار واسطہ پڑتا ہے ان کے متعلق آگاہی حاصل کرنا فرضِ کفایہ ہے۔ اگر ایک شہر کے بعض افراد نے ان سے متعلق علم حاصل کرلیا تو باقی افراد سے فرض ساقط ہوجاتا ہے اور اگر پورے شہر میں سے کسی نے بھی ان سے متعلق علم حاصل نہیں کیا تو تمام شہر والے گنہگار ہوں گے۔ پس حاکمِ وقت پر واجب ہے کہ وہ شہر کے لوگوں کو ان اَشیاء سے متعلق علم حاصل کرنے کا حکم دے اور انہیں اس پر مجبور کرے۔

---

(1)...... مصنف عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی ذکر کردہ کتاب "کتاب الاخلاق" آج کل ناپید ہے۔ لیکن اگر کوئی تواضع، تکبر، ذلت نفس اور دیگر قلبی امور کے بارے میں آگاہی چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ بانئ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے اصلاحی بیانات کی کیسٹیں اور کُتُب ورَسائل سے اِستفادہ کرے جن میں اَخلاقیات پر سیر حاصل گفتگو ہے۔ نیز **حُجَّۃُ الْاِسْلَام** حضرت سیِّدُنا اِمام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کی کُتُب مثلاً "اِحیَاءُ الْعُلُوم اور کیمیائے سعادت" وغیرہ میں بھی ان اُمور پر تفصیلی مواد موجود ہے۔

علم کی ضرورت اور اہمیت کو بیان کرنے کے لئے ایک مثال دی جاتی ہے کہ وہ علم جس سے ہر وقت واسطہ پڑتا ہے اسکی مثال غذا کی طرح ہے۔لہٰذا جس طرح ایک انسان کے لئے غذا لازمی جز ہے اسی طرح اس علم کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے اور وہ علم جس سے کبھی کبھار واسطہ پڑتا ہے اسکی مثال دوا کی سی ہے کہ صرف حالت مرض ہی میں دوا کی ضرورت پڑتی ہے۔لہٰذا چند ایسے افراد کا ہونا ضروری ہے جو علم طب سے آگاہی رکھتے ہوں۔پس اسی طرح وہ علم جس سے کبھی کبھار واسطہ پڑتا ہے اس علم کو جاننے والے چند افراد کا ہونا ضروری ہے اور علم نجوم کی مثال مرض کی طرح ہے۔لہٰذا اس کا سیکھنا (بغیر کسی غرض صحیح کے) حرام ہے کیونکہ اس کا سیکھنا کوئی نفع ونقصان نہیں دے سکتا اس لئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قضاء وقدر سے فرار کسی صورت ممکن نہیں۔

ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور ذکر و دعا، تلاوت قرآن اور صدقہ دینے میں لگا رہے جو کہ دافع بلا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے گناہوں کی معافی طلب کرتا رہے اور دنیا و آخرت کے لئے عافیت کا طلبگار رہے تا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بلاؤں اور آفات سے محفوظ رکھے کیونکہ یہ بات تواظہر من الشّمس ہے کہ:

مَنْ رُزِقَ الدُّعَاءَ لَمْ يُحْرَمِ الْاِجَابَةَ

ترجمہ: جسے دعا کی توفیق دی گئی وہ قبولیت سے ہرگز محروم نہ کیا جائے گا۔

لیکن اگر تقدیر میں کسی مصیبت کا پہنچنا لکھا ہے تو ضرور پہنچے گی۔البتہ دعا کی برکت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس میں تخفیف فرمادے گا اور اسے صبر کی توفیق عطا فرمائے گا۔

ہاں اگر کوئی شخص اتنی مقدار میں علم نجوم کو سیکھنا چاہے کہ جس کے ذریعے قبلہ اور اوقاتِ نماز کی معرفت سے آگاہی ہو سکے تو جائز ہے۔ علم طب کا سیکھنا بھی جائز ہے کیونکہ دوسرے اسبابِ ضروریہ کی طرح یہ بھی ایک سبب ہے اور دیگر ضروری اسباب کی طرح اس کا سیکھنا بھی جائز ہے۔ خود سرکارِ دو عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے علاج ومعالجہ کرنا ثابت ہے۔ حضرت سیِّدُنا اِمام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کا قول ہے کہ **''سیکھنے کے قابل تو دو ہی علم ہیں: پہلا، علم فقہ،** احوال دِیْنِیہ کی پہچان کے لئے اور دوسرا، **علم طب**، بدنِ انسانی کی پہچان کے لئے۔ ان کے علاوہ جو دوسرے علوم ہیں وہ تو مجلس کا توشہ ہیں۔''

علم کی تعریف:

أَمَّاتَفْسِيْرُ الْعِلْمِ: فَهُوَ صِفَةٌ يَّتَجَلَّى بِهَالِمَنْ قَامَتْ هِيَ بِهِ الْمَذْكُوْرُ كَمَاهُوَ.

یعنی: علم ایک ایسی صفت ہے کہ جس میں یہ صفت پائی جائے اس پر ہر وہ چیز جسے یہ سیکھنا اور جاننا چاہتا ہے اپنی حقیقت کے مطابق عیاں ہو جائے۔

فقہ کی تعریف:

اَلْفِقْهُ: مَعْرِفَةُ دَقَائِقِ الْعِلْمِ مَعَ نَوْعٍ عِلَاجٍ.

یعنی: علم کی باریکیوں کو مختلف مشقوں سے جاننے کا نام فقہ ہے۔

حضرت سیِّدُنا اِمام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم نے **فقہ کی تعریف** ان الفاظ میں کی ہے: اَلْفِقْهُ: مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَالَهَاوَمَاعَلَيْهَا. یعنی: نفس کا اپنے نفع ونقصان کو پہچاننے کا نام فقہ ہے۔ نیز فرمایا: ''تحصیلِ علم کا مقصد تو اس پر عمل کرنا ہے اور عمل دنیا

کو آخرت کے لئے ترک کر دینے کا نام ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ سے بے خبر نہ رہے اور وہ چیزیں جو اسے دنیا و آخرت میں نفع یا نقصان دے سکتی ہیں ان کے معاملہ میں ذرہ بھر غفلت نہ کرے۔ پس جو چیزیں اسے دنیا و آخرت میں فائدہ دے سکتی ہیں ان کو اپنائے اور جو چیزیں اسے دنیا و آخرت میں نقصان دے سکتی ہیں ان سے اِجتناب کرے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ یہ علم ہی اس پر بروزِ قیامت حجت بن جائے اور اس سبب سے اس پر عذاب میں اور زیادتی ہو جائے۔''

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ سُخْطِہٖ وَعِقَابِہٖ

(ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے غضب اور اس کی پکڑ سے پناہ طلب کرتے ہیں)

علم کے فضائل ومناقب میں بہت سی آیات واحادیثِ صحیحہ مشہورہ وارد ہیں ہم طوالت کے خوف سے ان کو ذکر کرنے سے احتراز کرتے ہیں۔

دورانِ تعلیم کیفیتِ نیت کا بیان

تحصیلِ علم کے دور میں طالبِ علم کا حصولِ علم سے کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہونا چاہیے اس لیے کہ نیت تمام احوال کی اصل ہے کیونکہ حضور نبیٔ پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ. یعنی: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' (1)

ایک اور حدیث مبارک میں ہے کہ حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کَمْ مِنْ عَمَلٍ یُتَصَوَّرُ بِصُوْرَۃِ اَعْمَالِ الدُّنْیَا

(1) ......صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی......الخ، الحدیث: ۱، ج ۱، ص ۵.

وَیَصِیْرُ بِحُسْنِ النِّیَّةِ مِنْ اَعْمَالِ الْاٰخِرَةِ وَکَمْ مِنْ عَمَلٍ یُّتَصَوَّرُ بِصُوْرَةِ اَعْمَالِ الْاٰخِرَةِ ثُمَّ یَصِیْرُ مِنْ اَعْمَالِ الدُّنْیَا بِسُوْءِ النِّیَّةِ.

یعنی: بہت سے اعمال ظاہری طور پر دنیاوی نظر آتے ہیں لیکن حسن نیت کی وجہ سے وہ اعمالِ آخرت بن جاتے ہیں اور بہت سے اعمال ظاہری طور پر آخرت کے لئے تصور کئے جاتے ہیں مگر نیت بد کی وجہ سے وہ اعمالِ دنیا میں شمار ہوتے ہیں۔"

لہٰذا طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ تحصیلِ علم سے رضاء الٰہی، آخرت کی کامیابی، خود سے اور تمام جاہلوں سے جہل کو دور کرنے، دین کو زندہ رکھنے اور اسلام کو باقی رکھنے کی نیت کرے کیونکہ اسلام کی بقا صرف علم ہی کے ساتھ ممکن ہے اور زہد وتقوی کو بھی جہالت کی حالت میں اختیار نہیں کیا جاسکتا۔

ہمارے استاذِ محترم صاحب ہدایہ حضرت سیّدُ نا شیخ برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْمُبِیْن نے ہمیں ایک شاعر کے یہ اَشعار سنائے:

فَسَادٌ کَبِیْرٌ عَالِمٌ مُّتَهَتِّکٌ   وَاَکْبَرُ مِنْهُ جَاهِلٌ مُّتَنَسِّکُ

هُمَا فِتْنَةٌ فِی الْعَالَمِیْنَ عَظِیْمَةٌ   لِمَنْ بِهِمَا فِیْ دِیْنِهٖ یَتَمَسَّکُ

ترجمہ: (۱)...... بے عمل عالم ایک بہت بڑا فساد اور جاہل عبادت گزار اس سے بڑا فساد ہے۔
(۲)...... یہ دونوں اس شخص کے لئے دونوں جہاں میں بہت بڑا فتنہ ہیں جو دین میں ان کی پیروی کرے۔

نیز طالب علم کو چاہیے کہ وہ فہم وذکاوت اور صحت وتندرستی پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتا رہے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور دنیا کا مال حاصل کرنے کی نیت ہرگز ہرگز نہ کرے اور نہ ہی اَربابِ اِقتدار کی نظر میں عزت ووقار حاصل کرنے کی نیت کرے۔

حضرت سیِّدُ نا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد فرماتے ہیں کہ ''لَوْ کَانَ النَّاسُ کُلُّھُمْ عَبِیْدِیْ لَاَعْتَقْتُھُمْ وَتَبَرَّأْتُ عَنْ وَّلَائِھِمْ. یعنی: اگر دنیا کے سارے لوگ میرے غلام ہو جائیں تو میں ان سب کو آزاد کر دوں اور ان کی ولایت سے بری ہو جاؤں گا۔'' اس کی وجہ یہ ہے کہ جس شخص کو علم و عمل کی لذت حاصل ہو جائے تو پھر وہ دنیا کی لذتوں اور لوگوں کے اِعزاز و اِکرام پر بالکل نظر نہیں رکھتا۔

حضرت سیِّدُ نا شیخ اِمام قوام الدین حماد بن ابراہیم بن اسماعیل صفّار انصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے حضرت سیِّدُ نا اِمام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم سے منقول یہ شعر ہمیں سنایا:

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْمَعَادِ　　فَازَ بِفَضْلٍ مِّنَ الرَّشَادِ

فَیَالِخُسْرَانِ طَالِبِیْہِ　　لِنَیْلِ فَضْلٍ مِّنَ الْعِبَادِ

ترجمہ: (۱)......جس نے آخرت کے لئے علم حاصل کیا اس نے فضل یعنی ہدایت کو پالیا۔

(۲)......لیکن گھاٹا تو اس طالب علم کے لئے ہے جو علم کو لوگوں سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے طلب کرے۔

یہ بات تو مسلّم ہے کہ علم کو دنیاوی عزت و منصب کے لئے حاصل نہیں کرنا چاہیے مگر جب دنیاوی منصب کو اس لئے طلب کیا کہ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ (یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا) آسانی سے کر سکے اور حق کو نافذ کر سکے، نیز دین کی سربلندی کر سکے اور بلند منصب کی طلب میں خواہش نفس شامل نہ ہو تو پھر اس قدر منصب و جاہ حاصل کرنا جائز ہے کہ جس کے ساتھ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ کیا جا سکے۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی نیت کے بارے میں سوچ بچار کرتا رہے اور اس میں غفلت نہ کرے کہ ایک طالب علم، علم کو بہت محنت ومشقت کرنے کے بعد حاصل کر پاتا ہے۔ لہٰذا اس علم کو فانی، قلیل اور حقیر دنیا کے حصول کے لئے ہرگز خرچ نہیں کرنا چاہیے:

هِيَ الدُّنْيَا اَقَلُّ مِنَ الْقَلِيْلِ ۔۔۔ وَعَاشِقُهَا اَذَلُّ مِنَ الذَّلِيْل

تُصِمُّ بِسِحْرِهَا قَوْمًا وَّتُعْمِي ۔۔۔ فَهُمْ مُتَحَيِّرُوْنَ بِلَا دَلِيْل

ترجمہ: (۱)......دنیا آخرت کے مقابلہ میں قلیل ترین شے ہے اور اس کا چاہنے والا نہایت ہی ذلیل ہے۔

(۲)...... یہ دنیا اپنے سحر سے کسی قوم کو بہرا بنا دیتی ہے تو کسی کو اندھا وہ لوگ جو دنیا کے سحر میں مبتلا ہیں حیران وششدر ہیں۔

لہٰذا ایک طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ بے فائدہ اشیاء کی طمع کر کے اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے اور وہ کام جو کہ علم اور اہلِ علم کے لئے بدنامی کا باعث بن سکتے ہوں ان سے بچتا رہے نیز ایک طالب علم کو متواضع ہونا چاہیے اور تواضع، تکبر وذلتِ نفس کے درمیانی راستے کا نام ہے اور ان باتوں کی تفصیل ''کتاب الاخلاق'' میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

تواضع کے بارے میں حضرت سیِّدُنا شیخ اِمام رُکن الاسلام عرف ادیب مختار عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَفَّار نے مجھے اپنے یہ اَشعار سنائے:

اِنَّ التَّوَاضُعَ مِنْ خِصَالِ الْمُتَّقِيْ ۔۔۔ وَبِهِ التَّقِيُّ اِلَى الْمَعَالِيْ يَرْتَقِيْ

وَمِنَ الْعَجَائِبِ عُجْبُ مَنْ هُوَجَاهِلٌ ۔۔۔ فِيْ حَالِهٖ أَهُوَ السَّعِيْدُ أَمِ الشَّقِيْ

أَمْ كَيْفَ يُخْتَمُ عُمْرُهُ اَوْرُوْحُهُ يَوْمَ النَّوٰى مُتَسَفِّلٌ اَوْ مُرْتَقِىْ

وَالْكِبْرِيَاءُ لِرَبِّنَا صِفَةٌ بِهِ مَخْصُوْصَةٌ فَتَجَنَّبَنْهَا وَاتَّقِىْ

ترجمہ:(۱)......تواضع ،متقی و پرہیز گار لوگوں کی ایک صفت ہے اسی کے ذریعے نیک لوگ سر بلند ہوتے ہیں۔

(۲)......اور عجیب ترین ہے وہ شخص جو تکبر کرنے کے باعث اپنے آپ کو نہیں پہچانتا آیا کہ وہ خوش بخت ہے یا کہ بد بخت۔

(۳)......اور اس بات کو بھی نہیں جانتا کہ اس کی عمر و روح کا اختتام کس حالت میں ہوگا اور یوم وصال وہ علیین میں ہوگا یا کہ سافلین میں سے۔

(۴)...... کبریائی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفت ہے اور اس کے ساتھ مخصوص ہے۔پس اے بندۂ خدا! تو اس چیز سے بچ اور تقوی اختیار کر۔

حضرت سیِّدُنا امام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم نے فرمایا: ''عَظِّمُوْا عَمَائِمَکُمْ وَوَسِّعُوْا اَکْمَامَکُمْ. یعنی: اپنے عماموں کو بڑا اور آستینوں کو وسیع کرو۔'' آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ بات اس لئے ارشاد فرمائی کہ ''کوئی شخص علم اور اہل علم کو حقیر نہ جانے۔''

طالب علم کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ حضرت سیِّدُنا امام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کی ''کِتَابُ الْوَصِیَّۃ'' غور سے پڑھے، جو انہوں نے حضرت سیِّدُنا یونس بن خالد سمتی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کے لئے اس وقت لکھی تھی جب وہ گھر واپس جا رہے تھے۔یَجِدُہُ مَنْ یَطْلُبُہٗ یعنی: جو اسے تلاش کرے گا وہ ضرور اسے پالے گا۔

جب میں اپنے گھر لوٹ رہا تھا تو ہمارے استاذِ محترم شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا برہان الائمہ علی بن ابوبکر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مجھے بھی اس وصیت کے لکھنے کا

حکم فرمایا تھا اور میں نے بھی ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے یہ وصیت لکھی تھی نیز عوام کے ساتھ معاملات کے سلسلے میں ایک مُدَرِّس اور مُفتی کے لئے بھی اس وصیت کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

علم، اَساتذہ اور شرکا کا اِنتخاب اور ثابت قدمی اِختیار کرنے کا بیان

علم کا اِنتخاب:

طالب علم کو چاہیے کہ وہ تمام علوم میں سے اس علم کو حاصل کرے جو احسن العلوم ہو اور فی الحال اس علم کی دینی معاملات میں شدید ضرورت ہو۔ پھر وہ اسے سیکھے جس کی اسے بعد میں ضرورت پڑے۔ لہٰذا علمِ توحید اور معرفت خداوندی کے سیکھنے کو مقدم رکھے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کو دلیل کے ساتھ پہچانے کیونکہ مقلد کا ایمان اگرچہ ہمارے نزدیک معتبر ہے لیکن اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ دلائل کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پہچانے ورنہ وہ خطا کار ٹھہرے گا اور پرانی روایات کو اختیار کرے اور نئی سے بچے کہ عُلما فرماتے ہیں: ''عَلَیْکُمْ بِالْعَتِیْقِ وَاِیَّاکُمْ وَالْمُحدَثَاتِ۔ یعنی: پرانی روایات کو مضبوطی سے تھام لو اور نئی نئی روایات سے پرہیز کرو۔''

طالب علم کو چاہیے کہ وہ محض اختلافی مسائل ہی کے سیکھنے پر توجہ نہ دے جو کہ اَکابر عُلما کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد ہوئے کہ یہ چیز اسے فقہ سے بہت دور کر دے گی اور اس کی ساری عمر ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ دلوں میں وحشت اور عداوت کو پیدا کرے گی جو کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور اس کے سبب علم وفقہ

اٹھ جائے گا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ (1)

اُستاذ کا اِنتخاب:

طالب علم کو چاہیے کہ وہ ایسے شخص کو اپنا استاذ بنائے جو سب سے زیادہ پرہیزگار اور عمر دراز ہو جیسا کہ حضرت سیِّدُنا اِمامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم نے حضرت سیِّدُنا حماد بن سلیمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان کو خوب غور و فکر کے بعد اپنا استاذ منتخب کیا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا اپنے استاذ کے بارے میں فرمان ہے کہ ''ثَبَتُّ عِنْدَ حَمَّادِ بْنِ سُلَیْمَانَ فَنَمَیْتُ. یعنی: میں اپنے استاذ حماد بن سلیمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان کے پاس مستقل مزاجی سے پڑھتا رہا اسی وجہ سے میرا علمی مقام نشو و نما پاتا رہا۔''

حضرت سیِّدُنا اِمامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم نے فرمایا کہ میں نے سمرقند کے ایک حکیم کو فرماتے سنا کہ ''ایک طالب علم جو طلب علم کے لئے بخارا جانے کا ارادہ رکھتا تھا اس نے اس سلسلے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا۔''

اے عزیز طالب علم! جس طرح اس طالب علم نے مشورہ طلب کیا اسی طرح ہر طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر کام میں مشورہ ضرور کیا کرے کیونکہ اللہ

---

1 ......يُشِيْرُ اِلٰى مَارَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم قَالَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ قَبْلَ اَنْ يُّرْفَعَ،فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَايَدْرِیْ مَتٰى يَفْتَقِرُ اِلٰى مَاعِنْدَهُ وَعَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ، وَاِيَّاكُمْ وَالتَّنَطُّعَ وَالتَّبَدُّعَ وَالتَّعَمُّقَ وَعَلَيْكُمْ بِالْعَتِيْقِ. یعنی: حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''علم حاصل کرو قبل اس کے کہ وہ اٹھا لیا جائے کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اسے کب اس کی ضرورت پڑے جو اس کے پاس ہے (لہٰذا) تم پر علم حاصل کرنا لازم ہے اور خواہشات کی پیروی کرنے اور بدعت اختیار کرنے سے بچو اور کسی کی ٹوہ میں نہ پڑو اور پرانی (دینی مسلّمہ) رِوایات کو مضبوطی سے تھام لو۔''

(کنزالعمال، کتاب العلم، الباب الاول، الحدیث: ۲۸۸۶۱، ج ۱۰، ص ۷۲)

عَزَّوَجَلَّ نے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تمام امور میں مشورہ کرنے کا حکم فرمایا حالانکہ کوئی شخص آپ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ ذہین وفطین نہیں ہوسکتا لیکن اسکے باوجود آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام کاموں میں حتی کہ گھریلو ضروریات تک میں صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے مشورہ کیا کرتے تھے۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی شخص مشورہ کرنے سے ہلاک نہیں ہوا۔''

کہا جاتا ہے کہ ''انسان تین اقسام کے ہیں: (۱) مردِ کامل (۲) نصف مرد اور (۳) نامرد۔ پس مردِ کامل اور مکمل انسان وہ ہے جو صاحب الرائے ہے اور مشورہ بھی کرتا ہے۔ نصف مرد وہ ہے جو صاحب الرائے تو ہے لیکن مشورہ نہیں کرتا یا مشورہ کرتا ہے مگر صاحب الرائے نہیں اور نامرد وہ ہے جو نہ تو صاحب الرائے ہے اور نہ ہی مشورہ کرتا ہے۔''

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا امام جعفر صادق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی سے فرمایا کہ ''اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ طلب کرو جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف رکھتے ہیں۔''

اے عزیز طالب علم! علم کا طلب کرنا تو تمام امور سے افضل واعلٰی اور سخت مشکل کام ہے۔ لہٰذا اس کے متعلق مشورہ کرنا بھی نہایت ضروری ہوگا۔ اس دانا شخص نے طالب علم کو جس نے ان سے مشورہ طلب کیا تھا مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ''جب تم

بخارا جاؤ تو ائمہ کے پاس آنے جانے میں جلدی نہ کرنا بلکہ خوب سوچ بچار کے ساتھ کم از کم دو مہینے تک صورت حال دیکھ کر کسی کو اپنا استاذ بنانا کیونکہ اگر تم نے بغیر سوچے سمجھے کسی استاذ سے سبق لینا شروع کر دیا تو ہوسکتا ہے کہ کچھ دن بعد تمہیں ان کا طریقۂ تعلیم پسند نہ آئے اور تم اسے چھوڑ کر کسی اور کے پاس چلے جاؤ تو اس طرح تمہارے علم میں برکت نہیں رہے گی۔لہٰذا پہلے دو مہینے تک کسی استاذ کے منتخب کرنے کے بارے میں سوچ بچار کر لو اور اس بارے میں کسی سے مشورہ بھی کرنا کہ بعد میں ان سے اِعراض کی نوبت نہ آئے اور تمہارے علم میں بھی برکت ہو اور تم اپنے علم سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکو۔''

ثابت قدمی:

اے **عزیز طالب علم!** تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ ثابت قدمی تمام کاموں کی اصل ہے لیکن یہ بہت مشکل عمل ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا کہ:

لِکُلٍّ اِلٰی شَأْوِ الْعُلَاحَرَکَاتٌ وَلٰکِنْ عَزِیْزٌفِی الرِّجَالِ ثَبَاتٌ

ترجمہ: بلندیوں تک پہنچنے کی خواہش میں تو ہر انسان حرکت کرسکتا ہے لیکن لوگوں کے لئے ثابت قدمی بہت مشکل چیز ہے۔

کسی نے کہا کہ ایک گھڑی صبر کر لینا سب سے بڑی بہادری ہے۔لہٰذا ایک طالب علم کے لے ضروری ہے کہ وہ صبر و اِستقلال کے ساتھ ایک استاذ کے پاس پڑھتا رہے اور اپنی کتابوں کو ثابت قدمی سے پڑھے۔کسی بھی کتاب کو ادھورا نہ چھوڑے۔جس فن کو بھی اختیار کرے اس میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرے اور کسی دوسرے فن کو اس وقت تک ہاتھ نہ لگائے جب تک کہ پہلے فن میں پختگی پیدا نہ

ہو جائے۔جب طالب علم تحصیل علم کے لئے کسی شہر میں مقیم ہو تو اسے چاہیے کہ بغیر کسی ضرورت کے شہر سے باہر نہ جائے کیونکہ یہ تمام چیزیں تحصیلِ علم میں خلل پیدا کرتی ہیں اور طالب علم کے دل کو نہ صرف غیر ضروری چیزوں میں مشغول کر دیں گی بلکہ اوقات کو ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ استاذ کی اذیت کا سبب بھی بنیں گی۔لہٰذا ایک طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کی چاہتوں پر عمل پیرا ہونے کے بجائے ان پر صبر کرے۔ایک شاعر کہتا ہے کہ:

اِنَّ الْهَوَی لَهُوَ الْهَوَانُ بِعَيْنِهِ وَصَرِيْعُ كُلِّ هَوًى صَرِيْعُ هَوَانِ

ترجمہ :خواہش نفس وہ تو بذات خود حقارت آمیز چیز ہے اور ہر وہ کہ جس پر خواہشات کا غلبہ ہو اس پر ذلت وحقارت بھی غالب ہوں گی۔

اسی طرح ایک طالب علم کو راہِ علمِ دین میں آنے والی آزمائشوں اور آفات پر بھی صبر کرنا چاہیے کسی نے کہا ہے کہ: خَزَائِنُ الْمِنَنِ عَلٰى قَنَاطِرِ الْمِحَنِ. یعنی: بخشش اور احسانوں کے خزانے آزمائشوں کے پل سے گزر کر ہی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

ایک شاعر نے کہا ہے کہ:

اَلَا لَا تَنَالُ الْعِلْمَ اِلَّا بِسِتَّةٍ سَاُنْبِيْكَ عَنْ مَّجْمُوْعِهَا بِبَيَانِ

ذَكَاءٌ وَّحِرْصٌ وَّاصْطِبَارٌ وَّبُلْغَةٌ وَ اِرْشَادُ اُسْتَاذٍ وَّطُوْلُ زَمَانِ

ترجمہ :(۱)......جان لو تم علم حاصل نہیں کر سکتے مگر چھ چیزوں کے ساتھ میں تمہیں ان تمام کے بارے میں آگاہ کرتا ہوں۔

(۲)......وہ چھ چیزیں یہ ہیں: ذکاوت، حرص علم، صبر، بقدرِ کفایت مال، استاذ کی رہنمائی اور ایک طویل زمانہ۔

شریک درس کا انتخاب کرنا:

طالب علم کو چاہیے کہ وہ کسی ایسے شخص کو اپنا رفیق بنائے جو سخت محنتی، پرہیزگار اور مستقیم الطبع ہو۔ کاہل و بے کار اور زیادہ بولنے والے، فسادی اور فتنہ پرور سے دور رہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے کہ:

عَنِ الْمَرْءِ لَاتَسْأَلْ وَابْصِرْ قَرِيْنَه   فَكُلُّ قَرِيْنٍ بِالْمَقَارِنِ يَقْتَدِى
فَاِنْ كَانَ ذَا شَرٍّ فَجَانِبْهُ سُرْعَةً   وَاِنْ كَانَ ذَاخَيْرٍ فَقَارِنْهُ تَهْتَدِى
لَاتَصْحَبِ الْكَسْلَانَ فِىْ حَالَاتِهٖ   كَمْ صَالِحٍ بِفَسَادِ آخَرَ يَفْسُدُ
عَدْوَى الْبَلِيْدِ اِلَى الْجَلِيْدِ سَرِيْعَةً   كَالْجَمْرِ يُوْضَعُ فِى الرَّمَادِ فَيَخْمِدُ

ترجمہ: (۱)......جب تو کسی کے احوال جاننا چاہے تو لوگوں سے اس کے احوال پوچھنے کے بجائے اس کے دوست کے احوال پر نظر رکھ کیونکہ ہر شخص اپنے رفیق کا پیروکار ہوتا ہے۔

(۲)......پس اگر وہ برا ہو تو فوراً اس سے کنارہ کشی اختیار کر لے اور اگر اچھا ہو تو اسے رفیق بنا لے تا کہ تجھے اس سے رہنمائی ملے۔

(۳)......کاہل کی صحبت مت اختیار کر کہ بہت سے نیک لوگ گمراہ لوگوں کی صحبت کی وجہ سے گمراہ ہو گئے۔

(۴)......کند ذہن کی غلط عادتیں ذہین و فطین کی ذکاوت پر بہت جلدی اثر انداز ہوتی ہیں بالکل ایسے ہی جیسے انگارے کو راکھ میں رکھ دیا جائے تو وہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ اِلَّا اَنَّ اَبَوَيْهِ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ

أَوْ يُـمَجِّسَانِهِ. یعنی: ہر بچہ فطرت اسلام ہی پر پیدا ہوتا ہے مگر اس کے والدین اپنی صحبت سے اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔'' (1)

کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

یار بد بدتر بود از مار بد　　حق ذات پاک اللّٰہ الصمد

یار بد آرد ترا سوی جحیم　　یار نیکو گیر تا یابی نعیم

ترجمہ: (۱)...... برا دوست خطرناک سانپ سے بھی بدتر ہے حق تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی ذات ہے جو کہ بے نیاز ہے۔

(۲)...... برا دوست تجھے جہنم کی طرف لے جاتا ہے نیک دوست اختیار کرتا کہ تو جنت حاصل کرلے۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے کہ:

اِنْ كُنْتَ تَبْغِي الْعِلْمَ مِنْ اَهْلِهِ　　اَوْ شَاهِدًا يُخْبِرُ عَنْ غَائِب

فَاعْتَبِرِ الْاَرْضَ بِأَسْمَائِهَا　　وَاعْتَبِرِ الصَّاحِبَ بِالصَّاحِب

ترجمہ: (۱)...... اگر تم علم کو اس کے اہل سے طلب کرنا چاہتے ہو یا کسی ایسے شاہد کی تلاش ہے جو غائب کی اطلاع دیتا ہے۔

(۲)...... تو زمینوں کے حالات وہاں کے ناموں سے معلوم کرو اور کسی شخص کا حال اس کے دوست کو دیکھ کر معلوم کرو۔

❁❁❁❁❁❁❁

......صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماقیل فی اولاد المشرکین، الحدیث: ۱۳۸۵، ج ۱، ص ۴۶۶، بتغیرٍ قلیلٍ.

علم اور اہل علم کی تعظیم کا بیان

اے **عزیز طالب علم!** طالب علم اس وقت تک نہ تو علم حاصل کرسکتا ہے اور نہ ہی اس سے نفع اٹھا سکتا ہے جب تک کہ وہ علم، اہلِ علم اور اپنے استاذ کی تعظیم وتوقیر نہ کرتا ہو۔ کسی نے کہا ہے کہ: ''مَا وَصَلَ مَنْ وَّصَلَ اِلَّا بِالْحُرْمَةِ وَمَا سَقَطَ مَنْ سَقَطَ اِلَّا بِتَرْكِ الْحُرْمَةِ. یعنی: جس نے جو کچھ پایا ادب واحترام کرنے کے سبب ہی سے پایا اور جس نے جو کچھ کھویا وہ ادب واحترام نہ کرنے کے سبب ہی کھویا۔''

کہا جاتا ہے کہ: ''اَلْحُرْمَةُ خَيْرٌ مِّنَ الطَّاعَةِ. یعنی: ادب واحترام کرنا اطاعت کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔''

آپ دیکھ لیجئے کہ انسان گناہ کرنے کی وجہ سے کبھی کافر نہیں ہوتا بلکہ اسے ہلکا سمجھنے کی وجہ سے کافر ہوجاتا ہے۔

تعظیم اُستاذ:

اے **عزیز طالب علم!** استاذ کی تعظیم کرنا بھی علم ہی کی تعظیم ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم فرماتے ہیں کہ ''اَنَا عَبْدُ مَنْ عَلَّمَنِيْ حَرْفًا وَّاحِدًا اِنْ شَآءَ بَاعَ وَاِنْ شَآءَ اَعْتَقَ وَاِنْ شَاءَ اسْتَرَقَّ. یعنی: جس نے مجھے ایک حرف سکھایا میں اس کا غلام ہوں چاہے اب وہ مجھے فروخت کردے، چاہے تو آزاد کردے اور چاہے تو غلام بنا کر رکھے۔'' اسی بات پر میں نے یہ اشعار کہے ہیں:

رَأَيْتُ اَحَقَّ الْحَقِّ حَقَّ الْمُعَلِّمِ ۔۔۔ وَاَوْجَبَهُ حِفْظًا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمِ

لَقَدْ حَقَّ اَنْ يُّهْدٰى اِلَيْهِ كَرَامَةً ۔۔۔ لِتَعْلِيْمِ حَرْفٍ وَّاحِدٍ اَلْفُ دِرْهَمِ

ترجمہ:(۱)......میں استاذ کے حق کو تمام حقوق سے مقدم سمجھتا ہوں اور ہر مسلمان پر اس کی رعایت واجب مانتا ہوں۔

(۲)......حق تو یہ ہے کہ استاذ کی طرف ایک حرف سکھانے پر تعظیماً ایک ہزار درہم کا تحفہ بھیجا جائے۔

اے عزیز طالب علم! بے شک جس نے تجھے دینی ضروریات میں سے ایک حرف بھی سکھایا وہ شخص تمہارا دینی باپ ہے۔ ہمارے استاذ شیخ سدیدالدین شیرازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی اپنے مشائخ کے حوالے سے فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا بیٹا عالم بنے اسے چاہیے کہ تنگ دست فقہا کی دیکھ بھال کرے، ان کی عزت وتکریم کرے، ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ انہیں دیتا رہے۔ پھر بھی اگر اس کا بیٹا عالم نہ بنا تو اس کا پوتا ضرور عالم بنے گا۔ استاذ کی عزت وتکریم میں یہ باتیں بھی شامل ہیں کہ طالب علم کو چاہیے کہ کبھی استاذ کے آگے نہ چلے۔ نہ اس کی نشست گاہ پر بیٹھے۔ نہ تو بغیر اجازت کلام میں ابتدا اور نہ ہی بغیر اجازت استاذ کے سامنے زیادہ کلام کرے۔ جب وہ پریشان ہو تو کوئی سوال نہ کرے بلکہ وقت کا لحاظ رکھے اور نہ ہی استاذ کے دروازے کو کھٹکھٹائے بلکہ اسے چاہیے کہ وہ صبر سے کام لے اور استاذ کے باہر آنے کا انتظار کرے۔

الغرض طالب علم کو چاہیے کہ ہر وقت استاذ کی رضا کو پیش نظر رکھے اور اس کی ناراضی سے بچے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی والے کاموں کے علاوہ ہر معاملہ میں استاذ کے حکم کی تعمیل کرے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں مخلوق کی فرمانبرداری جائز نہیں جیسا کہ حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

ارشاد فرمایا: ''اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ یُّذْھِبُ دِیْنَہُ لِدُنْیَاغَیْرِہٖ. یعنی: لوگوں میں سے بدترین شخص وہ ہے جو کسی کی دنیا سنوارتے سنوارتے اپنے دین کو برباد کرڈالے۔''

استاذ کی اولاد اور اس کے رشتہ داروں کی تعظیم وتوقیر بھی استاذ ہی کی تعظیم وتوقیر کا ایک حصہ ہے۔ ہمارے استاذ محترم صاحب ہدایہ شیخ الاسلام حضرت سیّدُنا برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن نے یہ حکایت بیان کی کہ بخارا کے بلند پایہ آئمہ میں سے ایک اِمام کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ وہ علمِ دین کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ یکا یک انہوں نے بار بار کھڑا ہونا شروع کر دیا لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ''میرے استاذ محترم کا صاحبزادہ بچوں کے ساتھ گلی میں کھیل رہا تھا کبھی کبھی کھیلتا ہوا وہ مسجد کی طرف آنکلتا، پس جب میری نظر اُس پر پڑتی تو میں اپنے اُستاذ کی تعظیم میں اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا۔''

حضرت سیّدُنا اِمام فخر الدین ارسابندی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی مَرْو شہر میں رئیس الائمہ کے مقام پر فائز تھے اور سلطان وقت آپ کا بے حد ادب واِحترام کیا کرتا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرمایا کرتے تھے کہ ''مجھے یہ منصب اپنے اُستاذ کی خدمت کرنے کی وجہ سے ملا ہے کہ میں اپنے استاذ کی خدمت کیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے ان کا 3 سال تک کھانا پکایا اور استاذ کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے کبھی بھی اس میں سے کچھ نہ کھایا۔''

ایک مرتبہ حضرت سیّدُنا شیخ شمس الآئمہ حلوانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کو کوئی حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے وہ بخارا سے نکل کر ایک گاؤں میں سکونت پذیر ہو گئے۔ اس عرصے میں ان کے شاگرد ملاقات اور زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہتے مگر

ان کے ایک شاگرد حضرت سیِّدُنا شیخ شمس الآئمہ زرنجی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی ملاقات کے لئے حاضر نہ ہوسکے۔ جب حضرت سیِّدُنا شیخ شمس الآئمہ حلوانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ ''وہ ملاقات کے لئے کیوں نہیں آئے۔'' تو انہوں نے عرض کی: ''عالیجاہ! دراصل میں اپنی والدہ کی خدمت میں مشغول تھا اس لئے حاضر نہ ہوسکا۔'' تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ ''تمہیں عمر درازی تو حاصل ہوگی مگر رونقِ درس نہ پاسکو گے اور ایسا ہی ہوا کہ ان کا اکثر وقت دیہاتوں میں گزرا اور یہ کہیں بھی درس وتدریس کا انتظام نہ کرسکے کیونکہ جو شخص اپنے استاذ کے لئے اذیت وتکلیف کا باعث بنتا ہے وہ علم کی برکتوں سے محروم ہوجاتا ہے اور علم سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھاسکتا جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

اِنَّ الْمُعَلِّمَ وَالطَّبِیْبَ کِلَاھُمَا　　اَیَنْصِحَانِ اِذَاھُمَا لَمْ یُکْرَمَا

فَاصْبِرْ لِدَائِکَ اِنْ جَفَوْتَ طَبِیْبَہُ　　وَاقْنَعْ بِجَھْلِکَ اِنْ جَفَوْتَ مُعَلِّمَا

ترجمہ: (۱)......استاذ ہو یا طبیب دونوں ہی اس وقت تک نصیحت نہیں کرتے جب تک ان کی عزت وتکریم نہ کی جائے۔

(۲)......اگر تو طبیب سے بدسلوکی کرتا ہے تو پھر اپنی بیماری پر صبر کرنے کے لئے تیار ہوجا اور اگر اپنے استاذ سے بدسلوکی کرتا ہے تو پھر اپنی جہالت پر قناعت کر۔

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے لڑکے کو اِمام اللُّغۃ اَصْمَعِی کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے بھیجا ایک دن ہارون الرشید نے دیکھا کہ اَصْمَعِی وضو میں اپنا پیر دھورہے ہیں اور خلیفہ کا لڑکا پانی ڈال رہا ہے یہ دیکھ کر خلیفہ نے اَصْمَعِی سے شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ ''میں نے اپنے لڑکے کو آپ کے پاس اس

لئے بھیجا تھا کہ آپ اسے علم وادب سکھائیں پھر آپ نے وضو کرتے وقت اسے ایک ہاتھ سے پانی ڈالنے اور دوسرے ہاتھ سے پاؤں دھونے کا حکم کیوں نہیں دیا؟''

تعظیمِ کتاب:

تعظیمِ علم میں کتاب کی تعظیم کرنا بھی شامل ہے۔ لہٰذا طالب علم کو چاہیے کہ کبھی بھی بغیر طہارت کے کتاب کو ہاتھ نہ لگائے۔

حضرت سیِّدُنا شیخ شمس الائمہ حلوانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے حکایت نقل کی جاتی ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ ''میں نے علم کے خزانوں کو تعظیم وتکریم کرنے کے سبب حاصل کیا وہ اس طرح کہ میں نے کبھی بھی بغیر وضو کاغذ کو ہاتھ نہیں لگایا۔''

شمس الائمہ حضرت سیِّدُنا امام سرخسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا پیٹ خراب ہوگیا۔ آپ کی عادت تھی کہ رات کے وقت کتابوں کی تکرار اور بحث ومباحثہ کیا کرتے تھے۔ پس اس رات پیٹ خراب ہونے کی وجہ سے آپ کو 17 بار وضو کرنا پڑا کیونکہ آپ بغیر وضو تکرار نہیں کیا کرتے تھے۔

بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن کو وضو سے اس وجہ سے محبت تھی کہ علم نور ہے اور وضو بھی نور۔ پس وضو کرنے سے علم کی نورانیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

طالب علم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کتابوں کی طرف پاؤں نہ کرے۔ کتبِ تفاسیر کو تعظیماً تمام کتب کے اوپر رکھے اور کتاب کے اوپر کوئی دوسری چیز ہرگز نہ رکھی جائے۔

ہمارے استاذ محترم شیخ الاسلام حضرت سیّدُ نا اِمام برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن اپنے مشائخ میں سے کسی بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے حکایت بیان کرتے تھے کہ ایک فقیہ کی عادت تھی کہ دوات کو کتاب کے اوپر ہی رکھ دیا کرتے تھے تو شیخ نے ان سے فارسی میں فرمایا: ''بر نیابی۔ یعنی تم اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔''

ہمارے استاذ محترم اِمام اَجَلّ فخر الاسلام حضرت سیّدُ نا قاضی خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرمایا کرتے تھے کہ ''کتابوں پر دوات وغیرہ رکھتے وقت اگر تحقیر علم کی نیت نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے مگر اولیٰ یہ ہے کہ اس سے بچا جائے۔''

طالب علم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی لکھائی کو عمدہ اور خوش خط بنائے بالکل باریک اور چھوٹا چھوٹا کر کے نہ لکھے اور بلا ضرورت حاشیہ کی جگہ ترک نہ کرے۔

ایک مرتبہ حضرت سیّدُ نا اِمام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم نے ایک شخص کو دیکھا جو بہت باریک باریک کر کے لکھ رہا تھا آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس سے فرمایا: ''اپنے خط کو اس قدر بے ڈھنگا بنا کر کیوں لکھ رہے ہو اگر تم زندہ رہے تو اس لکھائی کی وجہ سے ندامت اٹھاؤ گے اور اگر مر گئے تو تمہارے بعد تمہیں برا بھلا کہا جائے گا اور جب تم بوڑھے ہو جاؤ گے اور تمہاری آنکھیں کمزور ہو جائیں گی تو تم خود اپنے اس فعل پر نادم و شرمندہ ہو گے۔''

حضرت سیّدُ نا شیخ مجد الدین سرخکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی سے حکایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''جب بھی ہم نے بے احتیاطی کے ساتھ باریک باریک اور چھوٹا چھوٹا کر کے لکھا تو سوائے شرمندگی کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ جب کبھی ہم نے طویل کلام سے صرف تھوڑا سا حصہ منتخب کر کے پیش کیا تب بھی شرمندگی اٹھانی پڑی اور جب

ہم نے کسی تحریر کا مقابلہ اصل نسخہ سے نہیں کیا ہم اس وقت بھی شرمندہ و نادم ہوئے۔"

اے عزیز طالب علم! مناسب یہ ہے کہ کتاب وغیرہ کا سائز مربع ہو کیونکہ یہ حضرت سیّدُنا اِمامِ اعظم عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الاَکرَم کا پسندیدہ سائز ہے کہ ایسی کتاب کے اٹھانے، رکھنے اور مطالعہ کرنے میں سہولت رہتی ہے۔ نیز ایک طالب علم کو سرخ سیاہی کا استعمال بھی نہیں کرنا چاہیے کہ سرخ سیاہی استعمال کرنا بزرگان دین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ المُبِین کا نہیں بلکہ فلاسفہ کا طریقہ کار رہا ہے اور ہمارے مشائخ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام میں سے بعض تو سرخ سیاہی کے استعمال کو مکروہ جانتے تھے۔

تعظیمِ شُرکا:

شریکِ درس اسلامی بھائیوں کی تعظیم و تکریم بھی تعظیم علم ہی کا حصہ ہے۔ یاد رہے کہ چاپلوسی اور خوشامد کرنا ایک مذموم کام ہے مگر علم دین حاصل کرنے کے لئے اگر خوشامد کی ضرورت پیش آئے تو طالب علم کو چاہیے کہ اپنے استاذ اور طالب علم اسلامی بھائیوں کی خوشامد کرے تاکہ ان سے علمی طور پر مستفید ہوا جا سکے۔

طالب علم کو چاہیے کہ وہ حکمت کی باتیں ادب و احترام کے ساتھ سنے اگرچہ وہ ایک مسئلے یا ایک کلمہ کو ہزار بار پہلے بھی سن چکا ہو۔

کسی دانا کا قول ہے کہ "جس نے کسی علمی بات کو ہزار بار سننے کے بعد اس کی ایسی تعظیم نہیں کی جیسی تعظیم اس نے اس مسئلے کو پہلی مرتبہ سنتے وقت کی تھی تو ایسا شخص علم کا اہل نہیں۔"

اگر کوئی طالب علم کسی نئے فن کو سیکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اس فن کا

اِنتخاب خود اپنی رائے سے نہ کرے بلکہ اس معاملے کو اپنے استاذ کے سپرد کر دے کیونکہ ایک استاذ ان کاموں میں بہت تجربہ رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ کونسا کام کس کے لئے مناسب ہے اور اس کام کے لئے کون زیادہ لائق ہے۔

ہمارے استاذ محترم حضرت سیِّدُنا شیخ برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن فرمایا کرتے تھے کہ ''پہلے زمانے کے طالب علم اپنے تعلیمی امور کو اپنے اساتذہ کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ اپنی مراد کو بھی پہنچ جاتے تھے اور اپنے مقاصد بھی حاصل کر لیا کرتے تھے لیکن آج کل کے طلبہ استاذ کی رہنمائی کے بغیر مراد کو پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا ایسے طالب علم نہ تو اپنے مقصود تک پہنچتے ہیں اور نہ ہی انہیں علم وفقہ سے کوئی آگاہی ہوتی ہے۔''

حکایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا اِمام محمد بن اسماعیل بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی حضرت سیِّدُنا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور فقہ میں کتاب الصلوٰۃ سیکھنے لگے۔ حضرت سیِّدُنا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد نے جب ان کی طبیعت میں فقہ میں عدم دلچسپی اور علم حدیث کی طرف رغبت دیکھی تو ان سے فرمایا: ''تم جاؤ اور علم حدیث حاصل کرو۔'' کیونکہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اندازہ لگا لیا تھا کہ ان کی طبیعت علم حدیث کی طرف زیادہ مائل ہے۔ پس جب حضرت سیِّدُنا اِمام بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے اپنے استاذ کا مشورہ قبول کیا اور علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ تمام آئمہ حدیث سے سبقت لے گئے۔

ایک طالب علم کو چاہیے کہ دورانِ سبق بلاضرورت استاذ کے بالکل قریب نہ بیٹھے بلکہ استاذ اور طالب علم کے درمیان کم از کم ایک کمان کا فاصلہ ہونا چاہیے کہ اس طرح بیٹھنے میں ادب کا پہلو غالب رہتا ہے۔

ایک طالب علم کو اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ اخلاقِ ذمیمہ کی مثال معنوی طور پر کتے کی طرح ہے اور سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِکَۃُ بَیْتًافِیْہِ کَلْبٌ اَوْصُوْرَۃٌ. یعنی: رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جہاں کتا یا تصویر ہو۔'' (1)

لہٰذا اخلاق ذمیمہ سے احتراز کرنا ضروری ہے کہ انسان علم کو فرشتے ہی کے ذریعے سیکھتا ہے۔ برے اخلاق کو جاننے کے لئے ''کِتَابُ الْاَخْلَاق'' کا مطالعہ کیا جائے کہ اس مختصر سی کتاب میں اخلاق ذمیمہ کی تفصیل بیان نہیں کی جاسکتی۔ لہٰذا ایک طالب علم کو خصوصاً تکبر سے ضرور بچنا چاہیے کہ تکبر کے ساتھ علم حاصل نہیں ہوسکتا۔

جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے:

اَلْعِلْمُ حَرْبٌ لِلْفَتَی الْمُتَعَالِی　　کَالسَّیْلِ حَرْبٌ لِلْمَکَانِ الْعَالِی

ترجمہ: (۱)...... بلندی کے خوگر نوجوان کے لئے علم اُسی طرح مصیبت ہے جس طرح سیلاب اونچی جگہ کے لئے مصیبت ہوتا ہے۔

محنت، مواظبت اور قوت ارادہ کا بیان

اسی طرح ایک طالب علم کو خوب محنت کرنی چاہئے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے کہ:

بِجِدِّیْ لَا بِجِدِّ کُلِّ مَجْدِ　　فَھَلْ جَدٌّ بِلَا جِدٍّ بِمَجْدِیْ

---

(1)...... صحیح مسلم، باب تحریم التصویر، الحدیث: ۲۱۰۶، ص ۱۱۶۵۔

فَکَمْ عَبْدٍ یَّقُوْمُ مَقَامَ حُرٍّ وَکَمْ حُرٍّ یَّقُوْمُ مَقَامَ عَبْدِ

ترجمہ:(۱)......میں بلندیوں تک اپنی محنت وکوشش سے پہنچا ہوں کسی اور کی محنت سے نہیں تو کیا اس وقت میرے لیے کوئی خوش بختی ہوتی یا ان عظمتوں میں کوئی حصہ ہوتا اگر میری محنت ان میں شامل نہ ہوتی۔

(۲)......بہت سے غلام اپنی محنت وکوشش سے آزاد لوگوں کے برابر ہوگئے اور کتنے آزاد اپنی سستی اور کاہلی کے سبب غلام بن کر رہ گئے ہیں۔

ایک طالب کے لئے سخت محنت کرنا اور اس پر پابندی کرنا اور ثابت قدمی رکھنا بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ اس کی طرف اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان آیات میں اشارہ کیا ہے:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

(پ ۲۱، العنکبوت: ٦۹)

اسی طرح یہ فرمایا:

یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام۔

(پ ١٦، مریم: ١٢)

مشہور مقولہ ہے کہ: ''مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَّجَدَّ وَجَدَ وَمَنْ قَرَعَ الْبَابَ وَلَجَّ وَلَجَ. یعنی: جو کسی چیز کی طلب میں محنت وکوشش کرتا رہا وہ اسے ایک دن ضرور پالے گا اور جو کسی دروازے کو کھٹکھٹائے اور مسلسل کھٹکھٹاتا ہی چلا جائے تو ایک دن وہ اس کے اندر ضرور داخل ہوجائے گا۔''

اسی طرح ایک اور دانا کا قول ہے کہ ''بِقَدْرِمَا تتمنّٰی تَنَالُ مَا تَتَمَنّٰی. یعنی: تو جتنا کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے اتنا ضرور حاصل کرے گا۔''

کہا جاتا ہے کہ ''کچھ سیکھنے اور سمجھنے کے لئے تین افراد کی کوشش ومحنت کا ہونا ضروری ہے۔ وہ تین افراد یہ ہیں: (۱) طالب علم (۲) استاذ اور (۳) باپ (اگر زندہ ہوتو)۔''

حضرت سیِّدُنا شیخ سدید الدین شیرازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے ایک مرتبہ مجھے حضرت سیِّدُنا اِمام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے لکھے ہوئے یہ سبق آموز اشعار سنائے:

اَلْجِدُّ یُدْنِیْ کُلَّ اَمْرٍشَاسِعٍ وَالْجِدُّیَفْتَحُ کُلَّ بَابٍ مُّغْلَقٖ

وَاَحَقُّ خَلْقِ اللّٰہِ بِالْھَمِّ امْرُؤٌ ذُوْھِمَّۃٍ یُبْلٰی بِعَیْشٍ ضَیِّقٖ

وَمِنَ الدَّلِیْلِ عَلَی الْقَضَاءِ وَحُکْمِہٖ بُؤْسُ اللَّبِیْبِ وَطِیْبُ عَیْشِ الْاَحْمَقِ

لٰکِنَّ مَّنْ رُّزِقَ الْحِجٰی حُرِمَ الْغِنٰی ضِدَّانِ یَفْتَرِقَانِ اَیَّ تَفَرُّقِ

ترجمہ: (۱)......محنت وکوشش ہر بعید الحصول چیز کو قریب کر دیتی ہے، محنت وکوشش ہر بند دروازے کو کھول دیتی ہے۔

(۲)......مخلوق الٰہی میں حزن وغم سے دوچار اور تنگ زندگی میں وہی رہتا ہے جو محنتی اور باحوصلہ ہو۔

(۳)......عقلمند کی بدحالی اور احمق کی خوشحالی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے قضا وحکم پر دلیل ہے۔

(۴)......جسے عقل وذکاوت دی گئی اسے عیش وعشرت سے محروم کر دیا جاتا ہے کیونکہ دوضدین کبھی بھی جمع نہیں ہوسکتیں۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

تَمَنَّیْتَ اَنْ تُمْسِی فقِیْهًا مُّنَاظِرًا　　بِغَیْرِ عَنَاءٍ وَّالْجُنُوْنُ فُنُوْنُ

وَلَیْسَ اکْتِسَابُ الْمَالِ دُوْنَ مَشَقَّةٍ　　تُحَمِّلُهَا فَالْعِلْمُ کَیْفَ یَکُوْنُ

ترجمہ:(۱)......اگر تو بغیر محنت ومشقت سے فقیہ اور مناظر بننا چاہتا ہے تو پھر یہ تیرا جنون ہے۔

(۲)...... جب مال مشقت کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے کمانے کے لئے مشقت اٹھاتا ہے تو پھر علم کو جو کہ اعظم الامور ہے تو بغیر محنت ومشقت کے کیسے حاصل کر سکتا ہے۔

ابوطیب کہتا ہے کہ:

وَلَمْ اَرَفِیْ عُیُوْبِ النَّاسِ عَیْبًا　　کَنَقْصِ الْقَادِرِیْنَ عَلَی التَّمَامِ

ترجمہ: لوگوں میں پائے جانے والے عیوب میں سے میں نے اس سے بڑا کوئی عیب نہیں دیکھا کہ باوجود قدرت ہونے کے کسی کام کو ادھورا چھوڑ دیا جائے۔

ایک طالب علم کے لئے راتوں کو بیداری بھی ایک لازمی چیز ہے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے:

بِقَدْرِ الْکَدِّ تُکْتَسِبُ الْمَعَالِی　　وَمَنْ طَلَبَ الْعُلَا سَهِرَ اللَّیَالِی

تَرُوْمُ الْعِزَّ ثُمَّ تَنَامُ لَیْلًا　　یَغُوْصُ الْبَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللّآلِی

عُلُوُّ الْکَعْبِ بِالْهِمَمِ الْعَوَالِی　　وَعِزُّ الْمَرْءِ فِیْ سَهَرِ اللَّیَالِی

وَمَنْ رَامَ الْعُلَا مِنْ غَیْرِ کَدٍّ　　اَضَاعَ الْعُمْرَ فِیْ طَلَبِ الْمُحَالِ

تَرَکْتُ النَّوْمَ رَبِّیْ فِی اللَّیَالِی　　لِاَجْلِ رِضَاکَ یَامَوْلَی الْمَوَالِی

فَوَفِّقْنِیْ اِلٰی تَحْصِیْلِ عِلْمٍ　　وَبَلِّغْنِیْ اِلٰی اَقْصَی الْمَعَالِی

ترجمہ :(۱)......تم اپنی محنت ولگن کے اعتبار سے ترقی پاؤ گے جو بلندیوں کو چھونا چاہتا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے۔

(۲)......تو عزت کا طلبگار ہے اور پھر رات کو سو بھی جاتا ہے ارے غافل موتی حاصل کرنے کے لئے پہلے سمندر میں غوطے لگانے پڑتے ہیں۔

(۳)......رفعت وبرتری کے لئے مضبوط ارادوں کی ضرورت ہے اور بندے کو عزت کا مقام حاصل کرنے کے لئے اپنی راتوں کو بے خواب بنانا پڑتا ہے۔

(۴)......جو بغیر محنت ومشقت کے بلندیوں کو چھونا چاہتا ہے ایسا شخص اپنی عمر کو ایک محال کام کے لئے ضائع کر رہا ہے۔

(۵)......اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیری رضا کی خاطر میں نے راتوں میں سونا ترک کر دیا ہے۔

(۶)......پس مجھے تحصیل علم کی توفیق عطا فرما اور مجھے علم وکمال کی اعلیٰ ترین بلندیوں پر فائز فرما۔

ایک دانا کا قول ہے کہ ''اِتَّخِذِاللَّیْلَ جَمَلًا تُدْرِکْ بِہٖ اَمَلًا. یعنی: ساری ساری رات کام میں مصروف رہا کرو مقصود کو جلد پا لو گے۔''

اے عزیز طالب علم! خود مجھے بھی اس موضوع پر یہ نظم لکھنے کا اتفاق ہوا ہے:

مَنْ شَاءَ اَنْ یَّحْتَوِی اٰمَالَہُ جَمْلًا　　فَلْیَتَّخِذْ لَیْلَہُ فِی دَرْکِھَا جَمَلًا

اَقْلِلْ طَعَامَکَ کَیْ تَحْظٰی بِہٖ ثَمَرًا　　اِنْ شِئْتَ یَاصَاحِبِیْ اَنْ تَبْلُغَ الْکَمَلًا

ترجمہ:(۱)......جو یہ چاہتا ہے کہ اس کی تمام خواہشیں پوری ہو جائیں اسے چاہیے کہ ان خواہشات کی تحصیل کے لئے رات بھر اپنے کام میں مصروف رہے۔

(۲)......اے میرے دوست! اگر تو فضل وکمال کی منزل تک پہنچنا چاہتا ہے تو اپنے کھانے کو کم کر تا کہ تو فوائد وثمرات میں حصہ پا سکے۔

کسی دانا کا قول ہے کہ ''مَنْ اَسْھَرَ نَفْسَہٗ بِاللَّیْلِ فَقَدْ فَرِحَ قَلْبُہٗ بِالنَّھَارِ. یعنی: جوراتوں کو جاگتا ہے اس کا دن مسرت وخوشی سے گزرتا ہے۔''

اے عزیز طالب علم! علم کے لئے رات کے اول حصے اور آخری حصے میں مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ مغرب وعشاء کے درمیان کا وقت اور سحری کا وقت دونوں بہت ہی مبارک اوقات ہیں۔ ایک شاعر کہتا ہے:

یَاطَالِبَ الْعِلْمِ بَاشِرِ الْوَرَعَا　　وَجَنِّبِ النَّوْمَ وَاتْرُکِ الشِّبَعَا

دَاوِمْ عَلَی الدَّرْسِ لَاتُفَارِقْہُ　　فَالْعِلْمُ بِالدَّرْسِ قَامَ وَارْتَفَعَا

ترجمہ:(ا)......اے عزیز طالب علم! تقوی اور پرہیز گاری کو لازم پکڑ، نیند سے کنارہ کر اور شکم سیر ہونا چھوڑ دے۔

(۲)......درس وتکرار پر مداومت اختیار کر کبھی اس میں ناغہ مت کرنا کہ علم کا پودا درس وتکرار ہی سے کھڑا رہتا ہے اور مزید پھلتا پھولتا رہتا ہے۔

الغرض ایک طالب علم کو آغاز جوانی اور نوعمری سے فائدہ اٹھانا چاہیے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے کہ:

بِقَدْرِ الْکَدِّ تُعْطٰی مَاتَرُوْمُ　　فَمَنْ رَامَ الْمُنٰی لَیْلًا یَّقُوْمُ

وَاَیَّامَ الْحَدَاثَۃِ فَاغْتَنِمْھَا　　اَلَااِنَّ الْحَدَاثَۃَ لَا تَدُوْمُ

ترجمہ:(ا)......تو اپنی تمناؤں کو بقدر محنت ہی حاصل کر سکتا ہے جو ڈھیروں مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ راتوں کو قیام کرے۔

(۲)......زندگی کے یہ دن تو عارضی ہیں انہیں غنیمت جان کر ان سے فائدہ اٹھالو کیونکہ عارضی چیز ہمیشہ نہیں رہتی۔

طالب علم کو چاہیے کہ اپنے آپ کو زیادہ محنت و مشقت میں بھی نہ ڈالے اور اپنی جان پر اتنا بوجھ بھی نہ ڈالے کہ بندہ عمل کرنے سے لاچار ہو جائے بلکہ اس معاملہ میں نرمی سے کام لے کہ نرمی تمام اشیاء کی اصل ہے۔

میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَلآاِنَّ ھٰذَاالدِّیْنَ مَتِیْنٌ فَاَوْغِلْ فِیْہِ بِرِفْقٍ وَّلَا تُبَغِّضْ اِلٰی نَفْسِکَ عِبَادَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِنَّ الْمُنْبَتَّ لَااَرْضًاقَطَعَ وَلَاظَھْرًااَبْقٰی.

یعنی: بے شک یہ دین پختہ و پائیدار ہے پس اس میں نرمی کے ساتھ بڑھتے رہو اور اپنے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کو ناپسند نہ بناؤ کیونکہ تیزی سے سفر کرنے والا منزلِ مقصود تک پہنچتا ہے نہ ہی سواری باقی چھوڑتا ہے (1)۔'' (2)

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نَفْسُکَ مَطِیَّتُکَ فَارْفُقْ بِھَا. یعنی: تیرا نفس تیری سواری ہے پس اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔'' (3)

ایک طالب علم کو تحصیل علم کے لئے پختہ اور مضبوط ارادوں کی بہت سخت ضرورت ہوتی ہے کہ جس طرح ایک چڑیا اپنے پروں کی مدد سے ہی فضا میں اڑ سکتی ہے بالکل اسی طرح ایک انسان کو بلند پرواز کے لئے بلند ہمتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

---

1 ......اس حدیث پاک کی مزید وضاحت کے لئے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۸٦۸ صفحات پر مشتمل کتاب ''اصلاح اعمال، جلد اول، صفحہ ٦۸۴'' کا مطالعہ کیجئے۔

2 ......کنزالعمال، کتاب الاخلاق، باب الاقتصاد والرفق، الحدیث: ۵۳۷٤، ج۳، ص ۲۰.

3 ......بریقہ محمودیہ، الخلق السابع من آفات القلب، ۲/ ۹۷، پشاور

ابوطیب کہتا ہے:

عَلٰی قَدْرِ اَھْلِ الْعَزْمِ تَأْتِی الْعَزَائِمُ　　وَتَأْتِی عَلٰی قَدْرِ الْکِرَامِ الْمَکَارِمُ

وَتَعْظُمُ فِیْ عَیْنِ الصَّغِیْرِ صِغَارُھَا　　وَتَصْغُرُ فِیْ عَیْنِ الْعَظِیْمِ الْعَظَائِمُ

ترجمہ: (۱)...... ہر بندہ اپنے ارادے کے مطابق ہی بڑے بڑے امور تک پہنچتا ہے جس میں جتنی بزرگی ہوگی وہ اسی قدر بلند مرتبہ کو پہنچے گا۔

(۲)...... چھوٹے چھوٹے کم ہمت افراد کو چھوٹے چھوٹے کام بھی بہت بڑے معلوم ہوتے ہیں اور باہمت افراد کی نظر میں بڑے سے بڑا کام کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

اے عزیز طالب علم! ہر کام کے حاصل کرنے کے لئے بلند ہمت اور سخت محنت بنیادی چیز ہے پس اگر کوئی شخص حضرت سیِّدُنا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کی تمام کتابوں کو یاد کرنے کی ہمت رکھتا ہو اور سخت محنت اور مستقل مزاجی بھی اس کا ساتھ دے تو یہ ایک یقینی امر ہے کہ اگر وہ حرف بحرف یاد نہ کرسکا تو ان کا اکثر یا کم از کم نصف تو یاد کر ہی لے گا۔ اس کے بخلاف اگر کوئی ارادے تو بڑے بڑے رکھتا ہے لیکن اپنے ارادوں کی تکمیل کے لئے محنت بالکل نہ کرتا ہو یا محنت تو کرتا ہو لیکن اس کے سامنے مقصد کوئی نہ ہو تو یہ دونوں افراد سوائے تھوڑا سا علم حاصل کرنے کے مزید کچھ حاصل نہیں کرسکیں گے۔

حضرت سیِّدُنا شیخ رضی الدین نیشاپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنی کتاب "مَکَارِمُ الْاَخْلَاق" میں یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا ذوالقرنین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مشرق سے لے کر مغرب تک اپنا تسلط قائم کرنے کے لئے سفر کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ، انہوں نے حکماء سے مشورہ کیا کہ اس سلسلے میں مجھے

کیا کرنا چاہیے اور کہا کہ ''میں سمجھتا ہوں کہ میں خواہ مخواہ اس تھوڑی سی مملکت کے لئے سفر کروں کیونکہ یہ دنیا تو قلیل، فانی اور حقیر شے ہے اس دنیا کو حاصل کر لینا نہ تو کوئی بھاری کام ہے اور نہ ہی یہ حصول بلند پایا امور میں سے ہے۔'' پس حکماء نے مشورہ دیا کہ '' آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو اِعلاء کلمۂ حق کے لئے یہ سفر ضرور اختیار کرنا چاہیے کہ اس طرح آپ کو دنیا و آخرت دونوں میں حصہ نصیب ہوگا۔'' یہ سن کر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''یہ تجویز واقعی احسن ہے۔''

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ مَعَالِی الْاُمُوْرِ وَیَکْرَہُ سَفْسَافَھَا۔ یعنی: اللہ عَزَّوَجَلَّ بلند پایہ کاموں کو پسند کرتا ہے اور حقیر وردی کاموں کو ناپسند فرماتا ہے۔'' (1)

ایک شاعر کہتا ہے کہ:

فَلَا تَعْجَلْ بِاَمْرِکَ وَاسْتَدِمْہُ　　　فَمَا صَلّٰی عَصَاکَ کَمُسْتَدِیْم

ترجمہ: تم اپنے کام میں عجلت نہ کرو بس اس کے حصول کے لئے مداومت برتو کیونکہ پابندی اور استمرار ہی سے لاٹھی کی کجی دور ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا اِمام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم نے حضرت سیِّدُنا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے فرمایا کہ ''تم تو بہت کند ذہن تھے مگر تمہاری کوشش اور مداومت نے تمہیں آگے بڑھایا۔ لہٰذا ہمیشہ سستی سے بچتے رہنا کہ سستی بہت بڑی آفت اور منحوس چیز ہے۔''

حضرت سیِّدُنا شیخ اِمام ابو نصر صفار انصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی اپنے شعر میں

......المعجم الکبیر، الحدیث: ٢٨٩٤، ج٣، ص ١٣١.

کچھ یوں فرماتے ہیں:

یَانَفُسِ یَانَفُسِ لَاتُرخِیُ عَنِ الْعَمَلِ فِی الْبِرِّ وَالْعَدْلِ وَالْاِحُسَانِ فِیُ مَهَلِ

لِکُلِّ ذِیُ عَمَلٍ فِی الْخَیْرِ مُغْتَبِطٌ وَفِیُ بَلَاءٍ وَّشُؤْمٍ کُلُّ ذِیُ کَسَلِ

ترجمہ: (۱)......اے نفس! فرصت کے وقت عمل کے معاملے میں سستی نہ کر خواہ نیکی ہو عدل ہو یا احسان۔

(۲)......ہر اچھا کام کرنے والے پر رشک کیا جاتا ہے جبکہ سست لوگ بلاؤں اور نحوستوں میں گھرے رہتے ہیں۔

مجھے بھی اس سلسلے میں چند اشعار کہنے کا اتفاق ہوا ہے:

دَعِی نَفْسِی التَّکَاسُلَ وَالتَّوَانِی وَالَّا فَاثْبُتِیُ فِیُ ذِی الْهَوَانِ

فَلَمُ اَرَ لِلْکُسَالَی الْحَظَّ یُعْطِی سِوَی نَدَمٍ وَّحِرُمَانِ الْاَمَانِ

ترجمہ:(۱)......اے میرے نفس! سستی اور کاہلی چھوڑ دے ورنہ رسوائی ہی تیرا مقدر ہوگی۔

(۲)......میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ کاہلوں کو کچھ ملا ہو سوائے ذلت و رسوائی اور محرومی امان کے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

کَمُ مِّنُ حَیَاءٍ وکَمُ عَجْزٍ وَّکَمُ نَدَمٍ جَمٍّ تَوَلَّدَ لِلْاِنُسَانِ مِنُ کَسَلِ

اِیَّاکَ عَنُ کَسَلٍ فِی الْبَحْثِ عَنُ شُبَهٍ فَمَاعَلِمْتَ وَمَاقَدُشَذَّعَنُکَ سَلِ

ترجمہ: (۱)......شرمندگی، عجز پن اور ندامت جیسی بہت سی خامیاں انسان کو اپنی سستی کی بدولت ملتی ہیں۔

(۲)...... بحث ومباحث میں درپیش شبہات کے معاملے میں سستی سے کام مت لولہٰذا جو جانتے ہو یا جو تمہاری فہم سے دور ہو دونوں کے متعلق سوال کرو۔

بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِین فرماتے ہیں کہ ''علم کے فضائل ومناقب میں غور وفکر نہ کرنے سے سستی وکاہلی پیدا ہوجاتی ہے۔لہٰذا ایک طالب علم کو چاہیے کہ محنت وکوشش اور مواظبت کے ساتھ ساتھ علم کے فضائل ومناقب میں غور وفکر کرتا رہے کہ معلومات کا باقی رہنا ہی علم کی بقاء ہے۔''

اے عزیز طالب علم ! مال تو فنا ہونے والی چیز ہے جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم فرماتے ہیں:

رَضِيْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِيْنَا لَنَا عِلْمٌ وَّلِلْاَعْدَاءِ مَالُ

فَاِنَّ الْمَالَ يَفْنٰى عَنْ قَرِيْبٍ وَاِنَّ الْعِلْمَ يَبْقٰى لَايَزَالُ

ترجمہ :(۱)......ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اس تقسیم پر راضی ہیں کہ ہمارے حصہ میں علم آیا اور دشمنوں کے حصہ میں مال۔

(۲)......کیونکہ مال عنقریب فنا ہوجائے گا جبکہ علم ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا۔

مال کے مقابلے میں علم نافع کے ذریعے بندے کو نیک نامی حاصل ہوتی ہے اور یہ نیک نامی اس کی موت کے بعد بھی باقی رہتی ہے اور یہ ہی حیات ابدی ہے۔

مفتی الائمہ حضرت سیِّدُنا شیخ ظہیر الدین حسن بن علی عرف مرغینانی قُدِّسَ سِرُّهُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں:

اَلْجَاهِلُوْنَ فَمَوْتٰى قَبْلَ مَوْتِهِمْ وَالْعَالِمُوْنَ وَاِنْ مَّاتُوْا فَاَحْيَاءُ

ترجمہ: جہلا مرنے سے پہلے بھی گویا مردے ہیں جبکہ عُلما اگرچہ دنیا سے تشریف لے جائیں وہ ذکرِ خیر کے سبب زندہ رہتے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِین فرماتے ہیں:

وَفِی الْجَھْلِ قَبْلَ الْمَوْتِ مَوْتٌ لِّاَھْلِہٖ　　فَاَجْسَامُھُمْ قَبْلَ الْقُبُوْرِ قُبُوْرُ

وَاِنَّ امْرَأً لَّمْ یَحْیَ بِالْعِلْمِ مَیِّتٌ　　وَلَیْسَ لَہٗ حِیْنَ النُّشُوْرِ نُشُوْرُ

ترجمہ: (۱)......حالتِ جہالت موت آنے سے قبل ہی جاہلوں کے لئے موت ہے اور ان کے اجسام قبروں میں جانے سے پہلے ہی مثل قبر ہیں۔

(۲)......ایسا شخص جس کی وابستگی علم کے ساتھ نہ ہو وہ میت کی طرح ہے اور بروزِ قیامت (جو کہ اہل علم کے لئے انعام و اکرام کا دن ہے) ایسے شخص کے لئے کوئی حصہ نہیں۔

ایک شاعر کہتا ہے:

اَخُو الْعِلْمِ حَیٌّ خَالِدٌ بَعْدَ مَوْتِہٖ　　وَاَوْصَالُہٗ تَحْتَ التُّرَابِ رَمِیْمُ

وَذُو الْجَھْلِ مَیِّتٌ وَّھُوَ یَمْشِیْ عَلَی الثَّرٰی　　یُظَنُّ مِنَ الْاَحْیَاءِ وَھُوَ عَدِیْمُ

ترجمہ: (۱)......علم سے وابستہ ہر فرد زندہ رہنے والا ہے اور اپنی موت کے بعد بھی وہ ہمیشہ زندہ رہے گا اگرچہ اس کی ہڈیاں بظاہر مٹی تلے فنا ہو جائیں۔

(۲)......ایک جاہل زمین پر چلتے پھرتے بھی مردہ ہے وہ زندوں میں شمار ہونے کے باوجود معدوم ہے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

حَیَاۃُ الْقَلْبِ عِلْمٌ فَاغْتَنِمْہُ　　وَمَوْتُ الْقَلْبِ جَھْلٌ فَاجْتَنِبْہُ

ترجمہ: حیات قلب تو علم ہی پر منحصر ہے لہٰذا علم کو حاصل کر۔ جہالت موت قلب ہے لہٰذا اس سے اجتناب کر۔

شیخ الاسلام حضرت سیّدنا برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں:

ذَاالْعِلْمِ اَعْلٰی رُتْبَۃً فِی الْمَرَاتِبِ　　وَمِنْ دُوْنِہٖ عِزُّالْعُلٰی فِی الْمَوَاکِبِ

فَذُو الْعِلْمِ یَبْقٰی عِزُّہٗ مُتَضَاعِفًا　　وَذُوالْجَھْلِ بَعْدَالْمَوْتِ تَحْتَ التَّیَارِبِ

فَھَیْھَاتَ لَایَرْجُوْمَدَاہُ مَنِ ارْتَقٰی　　رُقِیَّ وَلِیِّ الْمُلْکِ وَالِی الْکَتَائِبِ

سَأُمْلِیْ عَلَیْکُمْ بَعْضَ مَافِیْہِ فَاسْمَعُوْا　　فَبِیْ حَصْرٌعَنْ ذِکْرِکُلِّ الْمَنَاقِبِ

ھُوَالنُّوْرُوَکُلُّ النُّوْرِیَھْدِیْ عَنِ الْعَمٰی　　وَذُوالْجَھْلِ مَرَّالدَّھْرِبَیْنَ الْغَیَاھِبِ

ھُوَالذِّرْوَۃُالشَّمَّاءُ تَحْمِیْ مَنِ الْتَجَا　　اِلَیْھَاوَیَمْشِیْ آمِنًافِی النَّوَائِبِ

بِہٖ یَنْتَجِیْ وَالنَّاسُ فِیْ غَفَلَاتِھِمْ　　بِہٖ یَرْتَجِیْ وَالرُّوْحُ بَیْنَ التَّرَائِبِ

بِہٖ یَشْفَعُ الْاِنْسَانُ مَنْ رَّاحَ عَاصِیًا　　اِلٰی دَرْکِ النِّیْرَانِ شَرِّالْعَوَاقِبِ

فَمَنْ رَامَہٗ رَامَ الْمَآرِبَ کُلَّھَا　　وَمَنْ حَازَہٗ قَدْ حَازَ کُلَّ الْمَطَالِبِ

ھُوَ الْمَنْصَبُ الْعَالِیْ فَیَاصَاحِبَ الْحِجَا　　اِذَانِلْتَہٗ ھَوِّنْ بِفَوْتِ الْمَنَاصِبِ

فَاِنْ فَاتَکَ الدُّنْیَاوَطِیْبُ نَعِیْمِھَا　　فَغَمِّضْ فَاِنَّ الْعِلْمَ خَیْرُ الْمَوَاھِبِ

ترجمہ: (۱)...... اہل علم کا رتبہ تمام مراتب میں ارفع واعلیٰ ہے۔ اس کے علاوہ دیگر مراتب ریاست یا کسی جماعت کی سرداری کی طرح عارضی ہیں۔

(۲)...... اہل علم کی عزت وشہرت موت کے بعد بھی بڑھتی رہتی ہے جبکہ جاہل کی شان وشوکت موت کے بعد خاک میں دفن ہو کر فنا ہو جاتی ہے۔

(۳)...... ہرگز عظمت علم کی انتہا کو وہ شخص جو ملک کا حکمران اور قائد لشکر بھی ہو نہ پہنچ سکے گا۔

(۴)......میں تمہیں علم کے چند فضائل لکھواتا ہوں لہٰذا انہیں غور سے سنو کہ علم کے تمام فضائل ومناقب بیان کرنے سے میں عاجز وقاصر ہوں۔

(۵)......علم تو ایک نور ہے اور ہر نور اندھیروں میں راہ دکھاتا ہے جبکہ جاہل عمر بھر جہالت کے اندھیروں میں رہتا ہے۔

(۶)......علم ایک ایسی بلند پایہ چوٹی ہے جو ہر اس شخص کو پناہ دیتی ہے جو اس سے پناہ طلب کرے۔علم سے متصف شخص ہر قسم کے حادثات وخطرات میں بے خوف وخطر پھرتا رہتا ہے۔

(۷)......جب لوگ غفلت میں پڑے ہوتے ہیں تو بندہ علم کے ذریعے ہی نجات حاصل کرتا ہے۔حالت نزع میں جبکہ روح سینے کی ہڈیوں تک آ پہنچتی ہے بندہ علم کی بدولت مغفرت کی امید رکھتا ہے۔

(۸)......علم ہی کی بدولت انسان ایسے گنہگار کی شفاعت کرے گا جو گناہ کرتے ہوئے دنیا سے گیا اور جہنم کے نچلے طبقے اور برے انجام تک پہنچ چکا ہو۔

(۹)......جس نے علم کو طلب کیا گویا اس نے تمام تر اَغراض ومقاصد کو طلب کر لیا پس جس نے علم کو جمع کیا تو گویا اس نے تمام مطالب ومقاصد کو جمع کر لیا۔

(۱۰)......اے صاحب عقل! علم تو ایک بلند پایہ منصب ہے جب تو اس منصب کو پالے گا تو کسی اور منصب کے نہ پانے کا غم نہ ہو گا۔

(۱۱)......اگر دنیا اور اس کی آسائشیں تجھ سے چھوٹ جائیں تو کوئی بات نہیں ان سے آنکھیں پھیر لے کہ تیرے پاس علم ہے جو کہ تمام نعمتوں میں بہترین ہے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

اِذَا مَا اعْتَزَّ ذُوْ عِلْمٍ بِعِلْمٍ　　فَعِلْمُ الْفِقْهِ اَوْلٰی بِاعْتِزَازِ

فَکَمْ طِیْبٍ یَّفُوْحُ وَلَا کَمِسْکٍ وَکَمْ طَیْرٍ یَّطِیْرُ وَلَا کَبَازِیْ

ترجمہ:(۱)......جب اہل علم کسی علم کے ذریعے عزت حاصل کریں تو پھر علم فقہ بہترین سامان عزت ہے۔

(۲)......یوں تو ساری خوشبوئیں مہکتی ہیں مگر مشک کی طرح کوئی خوشبو نہیں مہک سکتی۔ اڑتے تو سارے ہی پرندے ہیں مگر باز کی طرح کوئی اور نہیں اڑتا۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

اَلْفِقْهُ اَنْفَسُ شَیْءٍ اَنْتَ ذَاخِرُهٗ مَنْ یَّدْرُسُ الْعِلْمَ لَمْ تَدْرُسْ مَفَاخِرُهٗ

فَاکْسِبْ لِنَفْسِکَ مَااَصْبَحْتَ تَجْهَلُهٗ فَاَوَّلُ الْعِلْمِ اِقْبَالٌ وَّآخِرُهٗ

ترجمہ :(۱)......علم بڑی نفیس چیز ہے اسے تم جمع کرلو کیونکہ جو علم حاصل کرلیتا ہے اس کے مفاخر اور اسبابِ شرافت مٹتے نہیں۔

(۲)......جب تم کسی چیز کے متعلق نہ جانتے ہو تو اپنے لئے اس کی معلومات ضرور حاصل کرو بے شک علم کا اول وآخر سعادت ہی سعادت ہے۔

لذت علم پر جو کچھ لکھا گیا ایک عاقل کو تحصیل علم کی طرف رغبت دلانے کے لئے کافی ہے۔

بلغم کم کرنے کے اَسباب

﴿1﴾......فاضل رطوبتیں اور بلغم انسان کے اندر سستی پیدا کرتی ہیں اور تقلیل طعام بلغم کو کم کرنے کا مجرب نسخہ ہے۔ایک قول کے مطابق 70 انبیاء کرام عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس بات پر متفق ہیں کہ کثرت نسیان کثرت بلغم سے پیدا ہوتا ہے اور کثرت

بلغم زیادہ پانی پینے کی وجہ سے ہوتا ہے اور پانی کے بکثرت پیئے جانے کی وجہ کثرت طعام ہے۔

﴿2﴾...... سوکھی روٹی کھانے سے بھی بلغم میں کمی واقع ہوتی ہے۔

﴿3﴾...... نہار منہ کشمش کھانا بھی بلغم کو کم کرنے کے لئے مفید چیز ہے۔

﴿4﴾...... مسواک کرنا بھی بلغم کو دور کرتا، حافظہ اور فصاحت کو بڑھاتا ہے۔ کیونکہ مسواک کرنا بہت ہی پیاری سنت ہے اور اس سے نماز وتلاوت قرآن کا ثواب بڑھادیا جاتا ہے۔

﴿5﴾...... قے بھی فاضل رطوبات اور بلغم میں کمی کا باعث بنتی ہے۔

جو شخص کم کھانے کی عادت بنانا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ کم کھانے کے فوائد پیش نظر رکھے۔ صحت مند رہنا، عفت سے متصف ہونا اور ایثار کے مواقعوں کا میسر آنا کم کھانے کے فوائد میں سے چند ایک ہیں۔

فَعَارٌ ثُمَّ عَارٌ ثُمَّ عَارٌ شَقَاءُ الْمَرْءِ مِنْ اَجَلِ الطَّعَامِ

ترجمہ: شرم! شرم! شرم! بندہ کی بدبختی صرف کھانے کی وجہ سے ہے۔

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ثَلاثَۃُ نَفَرٍ یُبْغِضُھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ غَیْرِ جُرْمٍ اَلْاَکُوْلُ وَالْبَخِیْلُ وَالْمُتَکَبِّرُ. یعنی: تین افراد ایسے ہیں کہ اگر وہ مزید گناہوں کا ارتکاب نہ بھی کریں تو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو پسند نہیں فرماتا: (۱) زیادہ کھانے والا (۲) بخیل اور (۳) متکبر۔''

بندے کو کم کھانے کے فوائد پر نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ زیادہ کھانے کے نقصانات پر بھی نظر رکھنی چاہیے۔ ان نقصانات میں مختلف امراض کا سامنا اور طبیعت

کا بوجھل پن قابل ذکر ہیں۔ کہا جاتا ہے: ''اَلْبِطْنَةُ تُذْهِبُ الْفِطْنَةَ. یعنی: پیٹ بھر کر کھانا حاضر دماغی کو کم کر دیتا ہے۔''

حکیم جالینوس سے حکایت ہے انہوں نے کہا کہ ''انار میں کثیر منافع ہیں جبکہ مچھلی میں بہت زیادہ نقصانات ہیں مگر تھوڑی سی مچھلی کھالینا ڈھیروں انار کھانے سے بہتر ہے۔''

نیز زیادہ کھانے کے نقصانات میں سے ایک بڑی خرابی اِتلافِ مال ہے اور شکم سیری کے باوجود کھانا تو سراسر نقصان کا باعث ہے اور ایسا بندہ آخرت میں عِقاب ہی کا مستحق ہے۔ نیز زیادہ کھانے والا لوگوں میں ناپسند کیا جاتا ہے۔

کھانے میں کمی کرنے کے لئے یہ باتیں قابل ذکر ہیں کہ چربی دار اور روغنی اشیاء کا استعمال رکھا جائے۔ لذیذ و نفیس کھانوں کو پہلے کھایا جائے۔ بھوکے آدمی کے ساتھ کھانا نہ کھایا جائے۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ جب زیادہ کھانا کسی غرض صحیح کے لیے ہو تو زیادہ کھانے میں کوئی حرج بھی نہیں مثلاً بندہ زیادہ کھا کر اتنی قوت پیدا کرنا چاہتا ہے کہ نماز، روزہ اور اعمال شاقہ کو احسن طریقے سے ادا کر سکے تو یقیناً زیادہ کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

سبق کو شروع کرنے کے طریقے، سبق کی ترتیب اور اس کی مقدار کا بیان

استاذ شیخ الاسلام حضرت سیِّدُ نا برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن سبق بدھ ہی کے روز شروع فرمایا کرتے تھے اور اس بات پر ایک حدیث روایت کر کے اس پر استدلال فرمایا کرتے تھے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مَامِنْ شَیْءٍ بُدِیءَ فِی یَوْمِ الْاَرْبَعَاءِ اِلَّاوَقَدْتَمَّ. یعنی: کوئی ایسا عمل نہیں جس کی ابتدا بدھ سے ہوئی ہو اور وہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچا ہو۔'' (1)

سبق شروع کرنے کا یہی طرزِ عمل حضرت سیِّدُ نا امامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کا تھا اور آپ اس حدیث کو اپنے اُستاذ حضرت سیِّدُ نا شیخ قوام الدین احمد بن عبدالرشید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمَجِیْد سے روایت کرتے ہیں اور میں نے چند باوثوق لوگوں سے سنا ہے کہ حضرت سیِّدُ نا شیخ ابو یوسف ہمدانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی ہر نیک کام کو بدھ کے روز پر موقوف کر دیا کرتے تھے۔ بدھ کو کچھ خصوصیت یوں بھی حاصل ہے کہ بدھ کا دن وہ دن ہے جس دن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے نور کو پیدا فرمایا اور یوں یہ دن کفار کے حق میں منحوس اور مومنین کے حق میں مبارک ثابت ہوتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم حضرت سیِّدُ نا شیخ قاضی عمر بن ابو بکر زرنجی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی سے حکایت بیان کرتے ہیں کہ ابتدائی طلبہ کے لئے سبق کی مقدار اتنی ہو کہ جسے بآسانی دو مرتبہ اعادہ کرنے سے یاد کر سکیں۔ اسی

(1) ...... کشف الخفاء، الحدیث: ۲۱۸۹، ج ۲، ص ۱۶۳.

طرح درجہ بدرجہ ہر روز ایک کلمہ کا اضافہ کرتا رہے یہاں تک کہ اگر سبق طویل اور زیادہ ہو جائے تو دو مرتبہ اعادہ سے یاد ہو سکے۔ بہر حال سبق آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ بڑھاتا چلا جائے۔ بصورت دیگر اگر ابتدا ہی میں سبق زیادہ کرلیا اور اسے سمجھانے کے لئے اس سبق کو دس مرتبہ دہرانا پڑا تو پھر آخر تک وہ اس کا عادی ہو جائے گا اور یہ عادت پھر آسانی سے نہیں چھوٹے گی۔ کہا جاتا ہے کہ ''اَلسَّبْقُ حَرْفٌ وَالتَّکْرَارُ اَلْفٌ۔ یعنی: سبق ایک حرف ہو اور تکرار ایک ہزار بار ہونی چاہیے۔''

طالب علم کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ سبق کی ابتدا اس چیز سے کرے جو اس کی فہم کے قریب تر ہو۔

حضرت سیِّدُنا شیخ اِمام شرف الدین عقیلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرمایا کرتے تھے کہ ''میرے نزدیک درست یہی ہے جو ہمارے مشائخ کرتے تھے کہ وہ ابتدائی طالب کے لئے مبسوط کتب سے اخذ کردہ مختصر مواد کا انتخاب فرماتے تھے کیونکہ یہ مواد سمجھنے اور یاد کرنے کے لئے زیادہ موزوں رہتا ہے اور یہ طریقہ پریشانی سے بچانے والا ہے اور زیادہ تر لوگوں میں یہی رائج ہے۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ استاذ سے سبق حاصل کرے اور بار بار اعادہ کرنے کے بعد اس کو لکھ کر قید کرلے کہ اس طرح کرنا بہت زیادہ فائدہ مند ہے۔

طالب علم کو کوئی بھی ایسی چیز نہیں لکھنی چاہیے جو اس نے سمجھی نہ ہو کیونکہ اس طرح لکھ لینا طبیعت کی پریشانی اور ذہانت کو کھو دینے اور ضیاع وقت کا موجب ہوگا۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے استاذ ہی سے سبق سمجھنے کی کوشش

کرے یا خوب غور وفکر اور کثرت تکرار سے سبق کو سمجھنے کی کوشش کرے جب سبق کم ہوگا اور تکرار وتامل زیادہ ہوگا تو سبق سے متعلق فہم وادراک بھی اچھی طرح حاصل ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ ''حِفْظُ حَرْفَیْنِ خَیْرٌ مِّنْ سَمَاعِ وِقْرَیْنِ وَفَھْمُ حَرْفَیْنِ خَیْرٌ مِّنْ حِفْظِ وِقْرَیْنِ. یعنی: دو ذخیرے کتابوں کے سن لینے سے بہتر دو حرف یاد کر لینا ہے اور دو ذخیرے کتابوں کے یاد کر لینے سے بہتر دو حرف سمجھ لینا ہے۔''

جب طالب علم سبق کے سمجھنے میں سستی سے کام لیتا ہے اور ایک دو مرتبہ بھی سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا تو اب یہ اس کی عادت بن جاتی ہے اور اسے آسان تر کلام بھی سمجھ میں نہیں آتا لہٰذا طالب علم کو چاہیے کہ سبق کو سمجھنے میں سستی نہ کرے بلکہ محنت سے کام لے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتا اور گڑگڑاتا رہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہے اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے امیدیں وابستہ رکھے تو وہ مالک بحر وبر اسے مایوس نہیں فرماتا۔

امام اجلّ حضرت سیِّدُنا قوام الدین ابراہیم بن اسماعیل صغار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار نے حضرت سیِّدُنا قاضی خلیل بن احمد سجزری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے منقول اشعار ہمیں سنائے:

اُخْدُمِ الْعِلْمَ خِدْمَۃَ الْمُسْتَفِیْدِ	وَّاَدِمْ دَرْسَہٗ بِعَقْلٍ حَمِیْدِ
وَاِذَا مَا حَفِظْتَ شَیْئًا اَعِدْہُ	ثُمَّ اَکِّدْہُ غَایَۃَ التَّاکِیْدِ
ثُمَّ عَلِّقْہُ کَیْ تَعُوْدَ اِلَیْہِ	وَاِلٰی دَرْسِہٖ عَلَی التَّابِیْدِ
وَاِذَا مَا اَمِنْتَ مِنْہُ فَوَاتًا	فَانْتَدِبْ بَعْدَہٗ لِشَیْءٍ جَدِیْدِ
مَعَ تَکْرَارِ مَا تَقَدَّمَ مِنْہُ	اِعْتِنَاءً بِشَاْنِ ھٰذَا الْمَزِیْدِ

ذَاکِرِ النَّاسَ بِالْعُلُوْمِ لِتَحْيَا　　لَا تَكُنْ مِّنْ اُولِی النُّهٰى بِبَعِيْدِ

اِنْ كَتَمْتَ الْعُلُوْمَ اُنْسِيْتَ حَتّٰى　　لَا تَرٰى غَيْرَ جَاهِلٍ وَّبَلِيْدِ

ثُمَّ اُلْجِمْتَ فِی الْقِيَامَةِ نَارًا　　وَتَلَهَّبْتَ فِی الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ

ترجمہ :(۱)......علم کی اس طرح خدمت کرو کہ جس طرح اس سے فائدہ حاصل کرنے والا خود محنت سے کام لیتا ہے اپنے اسباق کو عقل حمید کی مدد سے ہمیشہ ہمیشہ پڑھتے رہو۔

(۲)......اور جب کبھی کسی چیز کو یاد کرو تو اس کو خوب دہراؤ پھر اس کو جس قدر پختہ کر سکتے ہو کرلو۔

(۳)......پھر اس کو نوٹ کرلو تا کہ تم ہمیشہ اپنے درس کو پا سکو۔

(۴)......اور جب تو اس سبق کے فوت ہو جانے سے بے خوف ہو جائے تو نئی شے کی تحصیل کی طرف جلدی کر۔

(۵)......ساتھ ساتھ جو گزر چکا اس کا بھی تکرار ہونا چاہیے مزید ہمت کا اہتمام کرتے ہوئے۔

(۶)......اور لوگوں سے علمی مذاکرات جاری رکھو تا کہ علوم زندہ رہیں اور کبھی بھی ذی فہم لوگوں سے دور نہ رہو۔

(۷)......اگر تو نے علوم کو چھپایا تو یاد رکھ کہ تو اسے بھول جائے گا پھر تو جاہل اور کند ذہن کے سوا کچھ نہ سمجھا جائے گا۔

(۸)......پھر ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تمہیں آگ کی لگام پہنائی جائے اور تم شدید عذاب میں گرفتار ہو جاؤ۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ مذاکرہ، مناظرہ اور علمی مقابلہ کرتا رہے پس مناسب یہ ہے کہ ان امور کو غور و فکر اور تامل کے ساتھ انجام دے اور غصہ اور ہنگامہ آرائی سے اِجتناب کرے کیونکہ یہ مناظرہ و مذاکرہ تو ایک طرح علمی مشاورت

ہے اور مشاورت تو راہِ صواب حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے اور راہِ صواب صرف انصاف اور غور و فکر ہی سے حاصل ہو سکتی ہے نہ کہ غصہ اور ہنگامہ آرائی کے ذریعے۔ اگر مناظرہ کرتے وقت کسی کی نیت یہ ہو کہ مدِمقابل کو زیر کیا جائے تو اس کے لئے مناظرہ کرنا جائز نہیں مناظرہ صرف اظہارِ حق کے لئے جائز ہے۔ مناظرہ میں خلاف واقع بات کرنا یا حیلہ وغیرہ کرنا جائز نہیں مگر جب مدِمقابل طالب حق نہ ہو بلکہ سرکش ہو تو اس وقت جائز ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن یحییٰ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب ان کے سامنے کوئی مشکل سوال پیش کیا جاتا اور انہیں جواب معلوم نہ ہوتا تو یوں فرماتے: ''مَاالْزَمْتَہٗ لَازِمٌ وَّاَنَافِیْہِ نَاظِرٌ وَّفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ. یعنی: تو نے جو کچھ وارد کیا وہ واقعی لازم ہے میں اس میں نظر کروں گا بے شک ہر جاننے والے کے اوپر جاننے والا ہے۔''

مناظرہ اور مطارحہ (علمی مقابلہ) صرف تکرار کرنے کے مقابلے میں زیادہ فائدہ مند ہے کیونکہ اس میں تکرار کے ساتھ ساتھ معلومات میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ''مُطَارَحَۃُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ تَکْرَارِ شَھْرٍ. یعنی: ایک گھڑی علمی مقابلہ کرنا ایک ماہ کی تکرار سے بہتر ہے۔''

لیکن یہ اس وقت ہے جب مناظرہ کسی منصف اور سلیم الطبع آدمی کے ساتھ ہو اور خبردار کسی ذلت پسند اور غیر مستقیم الطبع شخص کے ساتھ مذاکرہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ طبیعت اثر کو قبول کرتی ہے اور خصلتیں متعدی ہوتی ہیں اور صحبت ایک دن ضرور رنگ لے آتی ہے۔

حضرت سیِّدُ نا خلیل بن احمد عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کا وہ شعر جسے ہم نے ماقبل ذکر کیا تھا بہت زیادہ فوائد وثمرات کا حامل ہے۔ایک شاعر کہتا ہے:

اَلۡعِلۡمُ مِنۡ شَرۡطِہٖ لِمَنۡ خَدَمَہٗ　　اَنۡ یَّجۡعَلَ النَّاسُ کُلُّھُمۡ خَدَمَہٗ

ترجمہ: علم کی شرائط میں یہ بات شامل ہے کہ جو علم کی خدمت کرے گا ایک دن تمام لوگ بھی اس کے خادم ہوں گے۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ ہر وقت علمی باریکیوں میں سوچ بچار کرنے کو اپنی عادت بنائے رکھے کہ بے شک باریکیاں سوچ بچار ہی سے سمجھ میں آئیں گی۔ اسی وجہ سے کسی نے کہا ہے کہ ''تَاَمَّلۡ تُدۡرِکۡ. یعنی: سوچ و بچار کیا کرو خود ہی سمجھ جاؤ گے۔''

اور گفتگو سے پہلے تو لازمی طور پر غور کر لینا چاہیے تاکہ کلام با مقصد ہو کیونکہ گفتگو کی مثال تیر کی طرح ہے اس لئے چاہیے کہ منہ سے الفاظ نکالنے سے پہلے سوچ و بچار کر لیا جائے تاکہ بولے گئے الفاظ با مقصد ثابت ہوں۔صاحب اصول فقہ فرماتے ہیں کہ ''ایک فقیہ اور مناظر کے لئے تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ وہ سوچ سمجھ کر کلام کرے۔'' کسی نے یوں بھی کہا ہے کہ ''رَأۡسُ الۡعَقۡلِ اَنۡ یَّکُوۡنَ الۡکَلَامُ بِالتَّثَبُّتِ وَالتَّأَمُّلِ. یعنی: عقل کے لئے اصل یہ ہے کہ بندے کا کلام سوچ سمجھ اور پختگی کے ساتھ ہو۔''

ایک شاعر کہتا ہے:

اُوۡصِیۡکَ فِیۡ نَظۡمِ الۡکَلَامِ بِخَمۡسَۃٍ　　اِنۡ کُنۡتَ لِلۡمُوۡصِی الشَّفِیۡقِ مُطِیۡعًا

لَا تُغۡفِلَنۡ سَبَبَ الۡکَلَامِ وَوَقۡتَہٗ　　وَالۡکَیۡفَ وَالۡکَمَّ وَالۡمَکَانَ جَمِیۡعًا

ترجمہ :(۱)......اگر تو شفیق ناصح کی بات مانے تو میں تجھے طرزِ گفتگو سے متعلق پانچ چیزیں وصیت کرتا ہوں۔

(۲)......پس کبھی بھی ان سے غفلت نہ کرنا وہ یہ کہ کلام کرنے سے پہلے ضرورت کا لحاظ، وقتِ گفتگو کا خیال، طرزِ گفتگو، مقدارِ گفتگو اور مکان یعنی مُقتضٰی حال کو پیشِ نظر رکھنا۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ ہمہ وقت کسی نہ کسی سے اِستفادہ کرتا رہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ اَیْنَمَا وَجَدَھَا اَخَذَھَا. یعنی: علم وحکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے اسے جہاں پائے حاصل کرلے۔'' (1)

کسی نے یوں کہا ہے کہ: خُذْ مَاصَفَا وَدَعْ مَاکَدُرَ. یعنی: اچھائیوں کو تھامے رکھ اور گندگیوں سے کنارہ کر۔''

خود میں نے حضرت سیِّدُنا شیخ اِمام فخرالدین کاشانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت سیِّدُنا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ایک لونڈی امانت کے طور پر حضرت سیِّدُنا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کے پاس تھی ایک دن آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس سے پوچھا کہ ''ابھی تمہیں حضرت سیِّدُنا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی فقہ میں سے کچھ یاد ہے۔'' لونڈی کہنے لگی کہ '' کچھ اور تو یاد نہیں صرف اتنا یاد ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے کہ: سَھْمُ الدَّوْرِ سَاقِطٌ. یعنی: حصہ دوراں معتبر نہیں۔''

---

1 ......سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه، الحدیث: ۲۶۹۶، ج ٤، ص ۳۱٤۔
فردوس الاخبار، الحدیث: ۲۵۹۲، ج ۱، ص ۳۵۲۔

پس حضرت سیِّدُ نا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد نے اس مسئلے کو یاد کرلیا کیونکہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خود اس مسئلے میں الجھے ہوئے تھے اور لونڈی کی اس بات سے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے سارے اِشکال دور ہو گئے۔ تو اس حکایت سے معلوم ہوا کہ اِستفادہ ہر کسی سے کیا جا سکتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُ نا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا کہ ''آپ نے اتنا علم کیسے حاصل کرلیا؟'' تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''مَا اسْتَنْکَفْتُ مِنَ الْاِسْتِفَادَۃِ وَمَا بَخِلْتُ بِالْاِفَادَۃِ. یعنی: میں نے سیکھنے میں عار محسوس کی نہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں بخل کیا۔''

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُ نا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے پوچھا گیا کہ ''آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اتنا علم کیسے حاصل کیا؟'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''بِلِسَانٍ سَئُوْلٍ وَّقَلْبٍ عُقُوْلٍ. یعنی: بہت زیادہ سوال کرنے والی زبان اور بیدار دل کے ذریعے۔''

پہلے زمانے میں طالب علم کو کثرت سوال کی وجہ سے ''مَا تَقُوْل'' کے نام سے پکارا جاتا تھا کیونکہ طالب علموں کی عادت تھی وہ کثرت سے: ''مَا تَقُوْلُ فِی ھٰذِہِ الْمَسْئَلَۃِ (یعنی: آپ اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟) کہا کرتے تھے۔''

خود حضرت سیِّدُ نا اِمام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم اس وجہ سے بہت بڑے فقیہ بنے کہ جب وہ کپڑے بیچا کرتے تھے تو اس وقت بھی اپنی دکان میں بکثرت علمی مباحثے ومناظرے فرمایا کرتے تھے۔ اس بات سے معلوم ہوا کہ تحصیلِ علم وفقہ کا کاروبار کے ساتھ جمع ہونا ممکن ہے۔

حضرت سیّدُ نا اِمام ابوحفص کبیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَدِیْر کی عادت تھی کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جب کسبِ معاش کے لئے نکلتے تھے تو کسب کے ساتھ ساتھ تکرار بھی فرمایا کرتے تھے۔ اگر طالب علم کو اپنے اہل وعیال کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کام کرنا پڑے تو اسے چاہیے کہ وہ کام کاج بھی کرے اور ساتھ ساتھ تکرار بھی کرتا جائے اور علمی مذاکرہ بھی کرتا رہے اس میں ہرگز سستی نہ کرے۔ علم وفقہ سیکھنے کے ترک پر ایک سالم البدن اور صحیح العقل کا کوئی عذر قبول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ حضرت سیّدُ نا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے زیادہ تو کوئی فقیر نہ ہوگا پھر بھی تنگدستی اور فقر انہیں تحصیلِ علم سے نہ روک سکی۔

جس شخص کے پاس بیش بہا مال ہو تو یہ پاکیزہ مال اس مرد کے حق میں کیا ہی اچھا ہے جو اسے علم کے راستے میں خرچ کرتا ہے۔ ایک عالم صاحب سے پوچھا گیا کہ ''آپ نے اتنا علم کیسے حاصل کیا؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''ایک غنی باپ کی وجہ سے۔'' کیونکہ وہ اپنے غنا کے سبب سے اہلِ علم کے ساتھ حسنِ سلوک رکھتے تھے۔ لہٰذا ان کا یہ عمل علم میں زیادتی کا سبب بنا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عقل وعلم کی نعمت پر یہ عمل اظہار شکر تھا اور شکر تو زیادتی ہی کا سبب ہوا کرتا ہے۔

حضرت سیّدُ نا اِمام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کا فرمان ہے کہ ''بے شک میں نے علم کو حمد وشکر کے سبب ہی حاصل کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ جب بھی میں کوئی علمی بات سمجھ لیتا اور اس کی تہہ تک پہنچ جاتا ہوں تو اس کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ضرور کہتا ہوں۔ پس میرا علم بڑھتا چلا گیا۔'' لہٰذا طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنی زبان، دیگر اعضاء اور مال کے ذریعے اظہار تشکر کرتا رہے اور علم وفہم کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے عطیہ

سمجھے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ہدایت کی دعا کرتا رہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور دعا وگریہ وزاری کو اپنا معمول بنائے رکھے۔ بے شک جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ہدایت طلب کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ضرور ہدایت دیتا ہے۔ اہلِ حق (جو کہ اہلسنت وجماعت ہی ہیں) نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے جو کہ درحقیقت ہدایت دینے والا اور گمراہی سے بچانے والا ہے ہدایت طلب کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں ہدایت عطا فرمائی اور انہیں گمراہی سے محفوظ فرمادیا جبکہ گمراہ فرقے اپنی رائے وعقل کے گھمنڈ میں مبتلا رہے انہوں نے حق کو ایک مخلوقِ عاجز یعنی عقل کے ذریعے تلاش کرنا چاہا لہٰذا گمراہ ہوگئے۔

عقل اس وجہ سے عاجز ہے کہ عقل تمام اشیاء کا ادراک نہیں کرسکتی جیسا کہ کسی کی نگاہ تمام اشیاء کو نہیں دیکھ سکتی۔ پس عقل کے ذریعے حق کو طلب کرنے پر حق ان سے مخفی رہا اور جب وہ لوگ معرفتِ حق سے عاجز ہوگئے تو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ اَفلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ یعنی: جو اپنے آپ کو پہچان لے وہ رب عَزَّوَجَلَّ کو بھی پہچان لیتا ہے۔'' (1)

مطلب یہ کہ جب بندہ خود کو پہچان لیتا ہے تو رب عَزَّوَجَلَّ کی معرفت اسے خود بخود حاصل ہوجاتی ہے۔ لہٰذا بندے کو کبھی بھی اپنے آپ پر اور اپنی عقل پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی پر توکل کرنا چاہیے اور اسی سے حق طلب کرنا چاہیے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

...... کشف الخفاء، الحدیث: ٢٥٣٠، ج٢، ص٢٣٤.

وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ ؕ (پ۲۸،الطلاق:۳) ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

اور خدا عَزَّوَجَلَّ اسے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اگر کوئی مالدار ہے تو اسے بخل سے ہرگز کام نہیں لینا چاہیے بلکہ ہمیشہ بخل سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَیُّ دَاءٍ اَدۡوَاُ مِنَ الۡبُخۡلِ۔ یعنی: بخل سے بڑھ کر اور کونسی بیماری نقصان دہ ہے۔'' (1)

حضرت سیِّدُنا اِمام شمس الائمہ حلوانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوۡرَانِی کے والد بہت مفلس اور تنگدست تھے اور مٹھائی بنا کر بیچا کرتے تھے ان کی عادت تھی کہ اکثر و بیشتر فقہاء کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو مٹھائیاں وغیرہ بھیجتے رہتے تھے اور ان سے عرض کرتے کہ بس میرے بیٹے کے لئے دعا فرمایا کریں۔ ان کی سخاوت، حسنِ عقیدت اور گریہ وزاری کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے بیٹے یعنی حضرت سیِّدُنا اِمام شمس الائمہ حلوانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوۡرَانِی نے علم کے اعلیٰ مدارج کو طے کیا اور وہ اپنے وقت کے مایہ ناز عالم ثابت ہوئے۔ نیز مالدار حضرات کو چاہیے کہ فقہاء کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو کتابیں خرید کر دیں۔ نئی کتابوں کی اِشاعت کروائیں کہ یہ سب کچھ علم وفقہ کی اِشاعت کے لئے نہایت معاون ثابت ہوگا۔

حضرت سیِّدُنا اِمام محمد بن حسن رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ اتنے مالدار تھے کہ 300 افراد آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کے مال کے حساب وکتاب پر مامور تھے لیکن انہوں نے اپنا سارا مال علم وفقہ کی ترویج واِشاعت

(1) ......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۶۳، ۱۶۴، ج۱۹، ص۸۱.

کے لئے خرچ کر دیا حتی کہ ان کے پاس کپڑوں کا کوئی عمدہ جوڑا بھی باقی نہ رہا۔

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انہیں نہایت پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان کے لئے ایک عمدہ جوڑا بھجوا دیا لیکن آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ”کچھ لوگوں کو یہ نعمتیں پہلے دے دی گئیں مگر ہمیں یہ نعمتیں آخرت میں ملیں گی۔“ باوجود یہ کہ تحفہ قبول کرنا سنت ہے مگر پھر بھی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے قبول نہ کیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس میں تذلیلِ نفس کا پہلو نکلتا تھا جو کہ ناجائز ہے کیونکہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”لَیْسَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَنْ یُّذِلَّ نَفْسَہٗ۔ یعنی: مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے نفس کو ذلت میں ڈالے۔“ (1)

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا شیخ فخر الاسلام ارسابندی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے زمین پر پڑے ہوئے تربوز کے چھلکوں کو جمع فرمایا اور انہیں دھو کر تناول فرمالیا۔ قریب ایک لونڈی کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اس نے جا کر یہ سارا ماجرا اپنے آقا کو سنایا آقا نے یہ سنتے ہی ان کے لئے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور انہیں اپنے ہاں کھانے پر طلب کیا تاکہ ان کی خدمت کی جا سکے۔ لیکن آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی عزت نفس کی وجہ سے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

لہٰذا ایک طالب علم کو بھی غیرت مند ہونا چاہیے اور اپنی عزت نفس کی

......جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی النھی عن سب الریاح، الحدیث: ۲۲۶۱، ج۴، ص۱۱۲.

حفاظت کرنی چاہیے اور لوگوں کے مال پر نظر طمع نہیں رکھنی چاہیے۔

سَیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِیَّاکَ وَالطَّمَعَ فَاِنَّہٗ فَقْرٌحَاضِرٌ. یعنی: لالچ سے بچو (کہ تم فقر سے بچنے کے لئے طمع کرتے ہو مگر) طمع بذاتِ خود فقرِ حاضر ہے۔'' (1)

لہٰذا جس کے پاس مال و اسباب ہوں اسے بخل سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ اسے اس مال کو اپنے اوپر اور دوسروں پر خرچ کرتے رہنا چاہیے۔

شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَلنَّاسُ مِنْ خَوْفِ الْفَقْرِ فِی فَقْرٍ. یعنی: لوگ محتاجی کا خوف کرتے کرتے محتاج ہوگئے۔''

پہلے زمانہ میں طلبہ کا یہ طریقہ کار تھا کہ پہلے کوئی کام سیکھتے اور اس کے بعد تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوتے تھے تاکہ لوگوں کے مال کی طرف حرص پیدا نہ ہو۔ ویسے بھی حکمت و دانائی کی ایک بات یہ بھی ہے کہ جو دیگر لوگوں کے مال سے امیر بننا چاہتا ہے وہ بجائے امیر بننے کے مفلس و فقیر ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی عالم لالچی ہوگا تو نہ وہ علم کی عزت و آبرو کا پاس رکھ سکتا ہے اور نہ ہی وہ کوئی حق بات کہہ سکتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تعلیم امت کے لئے طمع سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اور یوں دعا کیا کرتے تھے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ طَمَعٍ یُّدْنِیْ اِلٰی طَبْعٍ. یعنی: میں اس حرص سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتا ہوں جو عیب دار کردے۔'' (2)

---

1 ......المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۷۵۳، ج۵، ص۴۰۳.

2 ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل، الحدیث: ۲۲۰۸۲، ج۸، ص۲۳۷.

ایک مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی اور سے امید نہ رکھے اور نہ ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی سے ڈرے۔ اس بات کا فیصلہ کہ انسان صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی سے امید رکھتا ہے اور صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی سے ڈرتا ہے، تب ہوگا کہ جب یہ دیکھا جائے کہ یہ شخص حدِ شرع سے تجاوز کرتا ہے یا نہیں؟ وہ اس طرح کہ بندہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی مخلوق کے ڈر سے کرتا ہے تو پھر یقیناً غیر اللّٰہ سے ڈرتا ہے اور اگر یہ شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی مخلوق کے ڈر سے نہیں کرتا اور حدِ شرع کا بھی لحاظ رکھتا ہے تو تب جا کر یہ ثابت ہوگا کہ یہ بندہ غیر اللّٰہ سے نہیں صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہے۔ اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے رجاء کا معاملہ ہے۔

ایک طالبِ علم کو چاہیے کہ وہ تکرار کرنے کی تعداد اور مقدارِ سبق کو متعین کر لے کیونکہ قلب میں علوم اس وقت تک راسخ نہیں ہو سکتے جب تک اَسباق کا اچھی طرح تکرار نہ کر لیا جائے۔

ایک طالبِ علم کو چاہیے کہ وہ گزشتہ سبق کا دن میں پانچ بار تکرار کرے جبکہ پرسوں کا سبق چار بار تکرار کرے اور ترسوں کا سبق تین مرتبہ اور اس سے پہلے والے سبق کا دو مرتبہ اور گزشتہ چھٹے روز کا سبق ایک بار روزانہ ضرور تکرار کرے۔ یہ طریقہ کار علم کو محفوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

ایک طالبِ علم کو دل ہی دل میں تکرار کرنے کی عادت نہیں ڈالنی چاہیے بلکہ سبق پڑھتے وقت اور تکرار کرتے وقت چستی و توانائی سے کام لینا چاہیے لیکن یہ بھی نہ ہو کہ اتنی زور زور سے سبق پڑھا جائے یا تکرار کی جائے کہ بندہ جلد ہی تھک

جائے اور سبق یاد کرنا چھوڑ دے بلکہ (حدیث مبارکہ) خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا [1] کے تحت میانہ روی سے کام لینا چاہیے۔

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت سیِّدُ نا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جب فقہاء کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ساتھ علمی مذاکرہ فرمایا کرتے تھے تو خوب چستی اور توانائی کا مظاہرہ فرماتے تھے اور خوب ہشاش بشاش نظر آتے ۔ایک مرتبہ ان کے داماد بھی ان کے مذاکرہ میں موجود تھے۔ وہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ "میں حیران ہوں کہ یہ پانچ دن سے بھوکے ہیں لیکن اس کے باوجود اتنے ہشاش بشاش نظر آرہے ہیں۔"

ایک طالب علم کو تحصیل علم کے دوران کبھی رخصت و ناغہ بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ اس کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔

شیخ الاسلام حضرت سیِّدُ نا اِمام برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے تمام رفقا پر صرف اس لئے فوقیت لے گیا کہ میں نے تحصیل علم کے دوران کبھی چھٹی نہیں کی۔

شیخ الاسلام حضرت سیِّدُ نا اِمام اسبیجابی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا یہ واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں جب وہ طالب علم تھے اور تحصیل علم میں مصروف تھے ایک مرتبہ ملک میں انقلاب آجانے کی وجہ سے شعبۂ علم میں بارہ سال تک تعطل رہا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جب یہ دیکھا تو ایک طالب علم اسلامی بھائی کو لے کر ایک خفیہ جگہ چلے گئے جہاں یہ لوگ تحصیل علم کو ممکن بنا سکیں اور 12 سال تک یہ

---

[1] ......المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب الزھد، مطرف بن الشخیر، الحدیث:۱۳، ج۸، ص۲۴۶.

لوگ آپس میں مل جل کر پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ کے یہ اسلامی بھائی شوافع کے شیخ الاسلام کہلائے ۔ یہ خود بھی مذہباً شافعی تھے۔

فخر الاسلام حضرت سیِّدُ نا قاضی خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کا فرمان ہے کہ ''فقہ سیکھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ فقہ کی ایک کتاب ہمیشہ کے لئے حفظ کر لے تاکہ فقہ کے متعلق مزید معلومات کا حاصل کرنا اس کے لئے آسان ہو جائے ۔''

اہمیتِ توکل کا بیان

ایک طالب علم کو تحصیل علم کے دوران تَوَکُّل عَلَی اللہ اِختیار کرنا بہت ضروری ہے۔اسے رزق کے معاملہ میں فکروغم سے بالکل کام نہیں لینا چاہیے اور نہ ہی دلی طور پر اس کے متعلق سوچ بچار کرنا چاہیے۔

حضرت سیِّدُ نا اِمام اعظم عَلَیْـہِ رَحْـمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْـرَم صحابیٔ رسول حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن حسن زبیدی رَضِیَ اللّٰـہُ تَعَالٰی عَنْـہ سے روایت کرتے ہیں کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى هَمَّهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِب۔ یعنی: جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین کے لئے فقہ سیکھتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ضروریات کا کفیل ہو جاتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق فراہم کرتا ہے جس کا یہ گمان تک نہیں رکھتا۔'' (1)

وہ شخص کہ جس کا دل ہر وقت رزق، خوراک اور لباس کی فکر ہی میں لگا رہتا ہے ایسا شخص مکارمِ اخلاق اور بلند پایہ امور کے لئے بہت ہی کم وقت نکال سکتا ہے۔ ایک شاعر ایسے شخص کے بارے میں تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

......جامع بیان العلم،باب جامع فی فضل العلم،الحدیث:١٩٨،ص٦٦.

دَعِ الْمَکَارِمَ لَا تَرْحَلْ لِبُغْیَتِھَا　　وَاقْعُدْفَاِنَّکَ اَنْتَ الطَّاعِمُ الْکَاسِی

ترجمہ: مکارمِ اخلاق کو چھوڑ کہ ان کے لئے سفر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بس! بیٹھ جا کہ تیرا کام تو صرف کھانا اور پہننا ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے منصور حلاج سے کہا کہ ''مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔'' تو انہوں نے فرمایا: ''یاد رکھو! تمہارا نفس ایک ایسی چیز ہے کہ اگر تم نے اسے نیک کاموں میں مشغول نہ رکھا تو یہ تمہیں اپنی خواہشات کے حصول میں مشغول کر دے گا۔'' لہٰذا ہر کسی کو چاہیے کہ اپنے نفس کو کارِ خیر میں مصروف رکھے تاکہ وہ اسے خواہشاتِ نفسانیہ میں نہ پھنسا سکے۔ پس ایک عقل مند کو دنیا کے بارے میں فکر مند نہیں ہونا چاہیے کیونکہ فکر و غم نہ تو کسی مصیبت کو ٹال سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں بلکہ فکر وغم کرنا دل و دماغ اور بدن کے لئے بہت نقصان دہ اور نیک اعمال میں خلل پیدا کرنے والا ہے۔ بندے کو چاہیے کہ دنیا کا فکر وغم کرنے کے بجائے اپنی آخرت کی فکر کرے کہ یہ فکر بہت فائدہ مند ہے۔ اور جہاں تک اس حدیث پاک کا تعلق ہے کہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ ذُنُوْبًا لَا یُکَفِّرُھَا اِلَّا الْھَمُّ الْمَعِیْشَۃِ. یعنی: بے شک کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا کفارہ صرف فکر معاش ہی ہے۔'' (1)

تو اس حدیث میں وہ فکر معاش مراد ہے جو کہ اعمالِ خیر میں مخل نہ ہو اور نہ ہی ایسی فکر ہو جو دل کو اتنا مشغول کر دے کہ نماز میں حضورِ قلب نہ ہو سکے۔ لہٰذا ایسی فکر معاش یقیناً فکر آخرت ہے۔

---

(1)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۰۲، ج۱، ص۴۲.

نیز ایک طالب علم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جتنا ممکن ہو دنیاوی معاملات سے دور رہے کہ اسی وجہ سے پہلے کے عُلما تحصیل علم کے لئے سفر اختیار کیا کرتے تھے۔

جب ایک طالب علم راہِ علم میں سفر اختیار کرے تو پھر اس راہ میں آنے والی ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیے کہ حضرت سیِّدُنا موسیٰ کَلِیۡمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سفرِ علم ہی کی تکالیف کے بارے میں فرماتے ہیں:

لَقَدۡ لَقِیۡنَا مِنۡ سَفَرِنَا ھٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾ (پ ١٥، الکھف: ٦٢)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا۔

آپ عَلَیۡـہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی زندگی میں اور بہت سے سفر کئے مگر کسی سفر کے متعلق اظہارِ مشقت نہیں فرمایا بلکہ سفرِ علم ہی کے متعلق اظہارِ مشقت ہوا کہ معلوم ہو جائے راہِ علم تکالیف سے خالی نہیں۔ چونکہ علم ایک عظیم چیز ہے اور اکثر عُلما کے نزدیک جہاد کرنے سے بھی افضل ہے اور اجر و ثواب کا قاعدہ بھی تو یہی ہے کہ جو کام جتنا زیادہ مشکل ہوگا اس کا ثواب اسی قدر زیادہ ہوگا۔ جو شخص راہِ علم دین میں پہنچنے والی تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے تو پھر وہ ایک ایسی لذت پالیتا ہے جو دنیا بھر کی لذتوں سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے۔

حضرت سیِّدُنا اِمام محمد عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد جب ساری رات جاگتے اور کسی مشکل مسئلہ کو حل کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو فرماتے کہ "شہزادوں کو بھلا یہ لذت کہاں محسوس ہو سکتی ہے۔"

ایک طالب علم کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ طلب علم کے سوا دیگر اشیاء کی طرف بالکل توجہ نہ دے اور علم فقہ سیکھنے سے اِعراض نہ کرے۔ حضرت سیِّدُنا

اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد فرماتے ہیں کہ تحصیلِ علم کا زمانہ تو مہد سے لے کر لحد تک ہے۔اگر کوئی بدنصیب علم سے گھڑی بھر کیلئے دور رہونا چاہتا ہے تو اسے ڈرنا چاہیے کہ کہیں وقت اس سے منہ نہ موڑ لے کیونکہ طلب علم میں کچّا اِرادہ ثمر خیز نہیں ہوتا۔

ایک فقیہ، حضرت سیِّدُ نا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی موت کے وقت ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے اس وقت آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر جان کنی کی کیفیت طاری تھی۔ پھر بھی حضرت سیِّدُ نا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ نے اہمیت علم جتانے کے لئے ان سے پوچھا کہ ''رمیٔ جمار سوار ہو کر کرنا افضل ہے یا پیدل؟'' جب ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے خود ہی اس کا جواب دیا۔ لہٰذا ایک فقیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام وقت تحصیل فقہ میں مشغول رہے تب ہی کہیں جا کر اس کو لذت علم محسوس ہوگی۔

کسی نے حضرت سیِّدُ نا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''کَیْفَ کُنْتَ فِی حَالِ النَّزْعِ. یعنی: آپ نے حالت نزع کو کیسا پایا؟'' آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا کہ ''میں اس وقت مکاتَب غلام کے متعلق فکر و تأمل میں کھویا ہوا تھا مجھے تو پتا ہی نہیں چلا کہ میری روح کب نکلی۔''

کہا جاتا ہے کہ حضرت سیِّدُ نا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد نے اپنی عمر کے آخری وقت میں فرمایا کہ ''مجھے مکاتب غلام کے مسائل نے اس قدر مشغول رکھا کہ مجھ سے اس دن کے لئے کوئی تیاری نہیں ہوسکی۔'' بہر حال یہ تو حضرت سیِّدُ نا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کی عاجزی تھی (مگر ان واقعات سے آپ کی علمی مصروفیات کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے)۔

تحصیل علم کے موزوں اَوقات کا بیان

کہا جاتا ہے کہ ''وَقْتُ التَّعَلُّمِ مِنَ الْمَهْدِاِلَى اللَّحْدِ. یعنی: علم سیکھنے کی مدت تو مہد سے لے کر لحد تک ہے۔''

تحصیل علم کے لئے بہترین وقت ابتدائی جوانی، وقت سحر اور مغرب وعشاء کے درمیان کا وقت ہے۔ لیکن یہ بات تو افضلیت کی تھی مگر ایک طالب کو تو ہر وقت تحصیل علم میں مستغرق رہنا چاہیے۔ اگر ایک چیز سے اُکتا جائے تو دوسری چیز کی تحصیل میں مشغول ہو جائے کہ حضرت سیِّدُ نا ابن عباس رِضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْھُما کے بارے میں آتا ہے کہ آپ رِضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہ جب عمومی گفتگو سے اکتا جاتے تو شُعَرا کے دیوان منگوا کر انہیں پڑھنے لگ جاتے۔

حضرت سیِّدُ نا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد ہمیشہ شب بیداری فرمایا کرتے تھے اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس مختلف قسم کی کتابیں رکھی ہوتی تھیں۔ جب ایک فن پڑھتے پڑھتے تھک جاتے تو دوسرے فن کے مطالعہ میں لگ جاتے تھے۔ (1)

شفقت ونصیحت کی اہمیت وفضیلت کا بیان

ایک طالب علم کو نہایت مشفق ہونا چاہیے اور لوگوں سے حسد کرنے کے بجائے انہیں نصیحت کرنی چاہیے کیونکہ حسد کرنا کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا بلکہ ہمیشہ نقصان ہی پہنچاتا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت سیِّدُ نا اِمام برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن فرماتے

---

1 ......ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے پاس پانی رکھا کرتے تھے جب نیند کا غلبہ ہونے لگتا تو پانی کے چھینٹوں سے نیند دور کرتے اور فرماتے کہ ''نیند گرمی سے ہے لہٰذا اسے ٹھنڈے پانی سے دور کرو۔''

ہیں کہ ”اکثر ایک عالم کا بیٹا بھی عالم ہی بنتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک عالم کی یہ سوچ ہوا کرتی ہے کہ اس کے شاگرد بھی عُلَما بنیں۔پس دوسروں سے حسنِ اِعتقاد اور شفقت کرنے کی برکت سے خود اس کا لڑکا بھی ایک دن ضرور عالم بنتا ہے۔“

منقول ہے کہ صدرِ اَجَلّ حضرت سیِّدُ نا برہان الآئمہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے دیگر طلبہ سے فراغت کے بعد اپنے دونوں بیٹوں صدرِ شہید حضرت سیِّدُ نا حسام الدین اور صدرِ سعید حضرت سیِّدُ نا تاج الدین عَلَیْهِمَا رَحْمَةُ اللّٰهِ الْمُبِیْن کو پڑھانے کے لئے دوپہر کا وقت مقرر کیا ہوا تھا ایک دن ان دونوں نے شکوہ کیا کہ ”دوپہر کے وقت طبیعت جلد ہی اُکتا جاتی ہے اور تھکاوٹ ہو جاتی ہے لہٰذا آپ پہلے ہمیں پڑھا دیا کریں۔“ یہ سن کر آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے فرمایا:”یہ طلبہ جو کہ مسافر بھی ہیں دنیا کے مختلف حصوں سے میرے پاس علم حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں لہٰذا پہلے انہیں پڑھانا ضروری ہے۔“پس دیگر طلبہ پر شفقت کے باعث ان کے دونوں لڑکوں نے وہ مقام حاصل کیا کہ یہ دونوں اپنے زمانے کے بیشتر فقہا پر فوقیت لے گئے۔

ایک طالب علم کو لڑائی جھگڑے سے بھی گریز کرنا چاہیے کیونکہ جھگڑا اور فساد وقت کو ضائع کر کے رکھ دیتا ہے۔ایک دانا کا قول ہے کہ:اَلْمُحْسِنُ سَیُجْزٰی بِاِحْسَانِهٖ وَالْمُسِیْءُ سَتَکْفِیْهِ مَسَاوِیْهِ. یعنی: بھلائی کرنے والے کو ایک نہ ایک دن احسان کا بدلہ ضرور ملے گا جبکہ برائی کرنے والے کو تو جزا میں اس کی برائیاں ہی کافی ہیں۔“

رُکن الاسلام حضرت سیِّدُ نا محمد بن ابوبکر عرف مفتی خواہر زادہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں کہ سلطان الشریعہ حضرت سیِّدُ نا یوسف ہمدانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں کہ:

لَاتَجْزِ اِنْسَانًا عَلٰی سُوْءِ فِعْلِهٖ　　سَیَکْفِیْهِ مَافِیْهِ وَمَاهُوَ فَاعِلُهٗ

ترجمہ: تجھے کسی انسان کو اس کے برے عمل کی سزا دینے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے برے کرتوت ہی اس کے لئے کافی ہیں۔

بزرگان دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں دشمن کو زیر کرنے کا طوفان برپا ہوا سے چاہیے کہ مذکورہ شعر کو بار بار پڑھے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

اِذَاشِئْتَ اَنْ تُلْقِیَ عَدُوَّکَ رَاغِمًا　　وَتَقْتُلَهٗ غَمًّا وَّتَحْرِقَهٗ هَمًّا

فَرُمْ لِلْعُلَا وَازْدَدْ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّهٗ　　مَنِ ازْدَادَ عِلْمًا زَادَ حَاسِدُهٗ غَمًّا

ترجمہ: (۱)......اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے دشمن کی ناک خاک میں ملا دو اور اسے رنج و غم کی آگ میں جلا مارو۔

(۲)......تو پھر تمہیں چاہیے کہ بلندیوں پر نظر رکھتے ہوئے تحصیل علم میں آگے سے آگے نکل جاؤ کیونکہ جو علم و فضل میں اعلیٰ مقام حاصل کر لیتا ہے اس کے حاسدین خود ہی جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔

اے عزیز طالب علم! تمہیں چاہیے کہ اپنے کام میں لگے رہو اور اپنے دشمن کو زیر کرنے کی فکریں چھوڑ دو کہ جب تم اپنے کام میں دھیان دو گے اور اعلیٰ مقام حاصل کر لو گے تو تمہارا دشمن خود ہی زیر ہو جائے گا اور تمہیں خواہ مخواہ کی دشمنی مول لینے سے بچنا چاہیے ورنہ یہ دشمنی تمہیں ذلیل کر کے رکھ دے گی اور تمہارے قیمتی اوقات بھی ضائع کر دے گی۔ تمہیں تو صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے خصوصاً احمق لوگوں کی باتوں پر ضرور تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ حضرت سیِّدُنا عیسیٰ بن مریم عَلٰی نَبِیِّنَا

وَعَلَیۡھِمَاالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کافرمان ہے کہ ''اِحۡتَمِلُوۡا مِنَ السَّفِیۡهِ وَاحِدَةً کَیۡ تَرۡبَحُوۡا عَشۡرًا. یعنی: احمق کی باتوں پر ایک بار صبر و تحمل اختیار کروتا کہ دس گنا زیادہ ثواب پاسکو۔''

ایک شاعر کہتا ہے کہ:

بَلَوۡتُ النَّاسَ قَرۡنًا بَعۡدَ قَرۡنٍ ۔۔۔ فَلَمۡ اَرَ غَیۡرَ خَتَّالٍ وَّقَالِیۡ

وَلَمۡ اَرَ فِی الۡخُطُوۡبِ اَشَدَّ وَقۡعًا ۔۔۔ وَاَصۡعَبَ مِنۡ مُّعَادَاةِ الرِّجَالِ

وَذُقۡتُ مَرَارَةَ الۡاَشۡیَاءِ طُرًّا ۔۔۔ فَمَا شَیۡءٌ اَمَرَّ مِنَ السُّؤَالِ

ترجمہ: (۱)......میں نے صدیوں پیچھے تک لوگوں کو کھنگال مارا لیکن انکو متکبر اور کینہ پرور کے علاوہ کچھ نہ پایا۔

(۲)......میں نے بڑے بڑے کاموں میں سب سے زیادہ وقوع پذیر، دشوار گزار اور تکلیف دہ کام لوگوں کی دشمنی سے زیادہ کوئی اور نہ پایا۔

(۳)......میں نے بہت سی کڑوی اشیاء کو چکھا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ کسی کے آگے سوال کرنے سے زیادہ کوئی اور چیز تلخ نہیں۔

اے عزیز طالب علم! خبر دار کبھی بھی مسلمانوں کے متعلق بدگمانی مت رکھنا کیونکہ بدگمانی سے عداوت پیدا ہوتی ہے اور یہ ایک حرام فعل ہے۔ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ظُنُّوۡا بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ خَیۡرًا. یعنی: مسلمانوں سے اچھا گمان رکھو۔'' (1)

گندی ذہنیت اور بدنیتی سے بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ ابوطیب نے کہا:

اِذَا سَاءَ فِعۡلُ الۡمَرۡءِ سَاءَتۡ ظُنُوۡنُهٗ ۔۔۔ وَصَدَّقَ مَا یَعۡتَادُهٗ مِنۡ تَوَهُّمِ

(1)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۳۹، ج ۲۳، ص ۱۵۶۔

وَعَادَی مُحِبِّیہِ بِقَوْلِ عُدَاتِہٖ وَاَصْبَحَ فِی لَیْلٍ مِّنَ الشَّکِّ مُظْلِمِ

ترجمہ:(۱)......جب بندہ برے اعمال کرتا ہے تو اس کے خیالات بھی گندے ہو جاتے ہیں حتی کہ وہ ذہن میں آنے والے اوہام کو بھی سچ گرداننے لگتا ہے۔

(۲)......یہ شخص دشمنوں کی بدولت اپنوں کا بھی دشمن ہو جاتا ہے اور اس کے روشن دن بھی شک وشبہات کی تاریکیوں میں بسر ہوتے ہیں۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

تَنَحَّ عَنِ الْقَبِیْحِ وَلَا تُرِدْہُ وَمَنْ اَوْلَیْتَہٗ حَسَنًا فَزِدْہُ

سَتُکْفٰی مِنْ عَدُوِّکَ کُلَّ کَیْدٍ اِذَا کَادَالْعَدُوُّ فَلَا تَکِدْہُ

ترجمہ:(۱)...... ہر وقت برائیوں میں لگے رہنے کے بجائے ان سے کنارہ کشی اختیار کرو اور جن سے بھلائی کا ارادہ کرو تو پھر اس کے ساتھ خوب بھلائی کرو۔

(۲)......تم اپنے دشمن کی ہر قسم کی مکاریوں سے نجات پا جاؤ گے بشرطیکہ جب تمہارا دشمن مکاری سے کام لے تو تم اس کے ساتھ مکاری سے پیش نہ آؤ۔

شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا ابوالفتح بُستی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں:

ذُوالْعَقْلِ لَایَسْلَمُ مِّنْ جَاھِلٍ یَسُوْمُہٗ ظُلْمًا وَّاِعْنَاتَا

فَلْیَخْتَرِ السِّلْمَ عَلٰی حَرْبِہٖ وَلْیَلْزَمِ الْاِنْصَاتَ اِنْ صَاتَا

ترجمہ:(۱)......ایک ذی عقل کسی جاہل کے شر سے محفوظ نہیں رہ سکتا بلکہ جاہل اس پر ظلم وزیادتی کے منصوبے بناتا رہتا ہے۔

(۲)......ایک اچھے انسان کو تو لڑائی جھگڑے کے بجائے صلح وصفائی کو اختیار کرنا چاہیے اور اسے دشمن کی للکار پر بھی سکوت ہی سے کام لینا چاہیے۔

طریقۂ اِستفادہ کا بیان

ایک طالب علم کو ہر وقت مصروف عمل رہنا چاہیے تا کہ وہ علم وفضل میں خوب کمال حاصل کر سکے۔علم سے حقیقی اِستفادہ کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ طالب علم کے پاس ہر وقت قلم ودوات ہونی چاہیے تا کہ جو بھی فائدہ مند بات سنے اسے فوراً لکھ لے۔کہا جاتا ہے کہ ''مَنْ حَفِظَ فَرَّوَمَنْ کَتَبَ شَیْئًاقَرَّ۔ یعنی:جس نے صرف یاد کرنے پر انحصار کیا تو عنقریب وہ شے ذہن سے نکل جائے گی اور جو شخص لکھ لیتا ہے تو اب وہ چیز قرار پکڑ لیتی ہے۔''

کہا جاتا ہے کہ ''علم تو وہی ہے جو اہل علم کی زبانوں سے سن کر حاصل کیا گیا ہو کیونکہ وہ علم ان کی زندگی کا نچوڑ ہوتا ہے۔وہ اس طرح کہ وہ جو کچھ سنتے ہیں اس میں سے احسن اور عمدہ محفوظ کر لیتے ہیں اور وہ جو باتیں محفوظ کئے ہوئے ہیں وہ سب عمدہ اور بہتر ہی ہوتیں ہیں جسے وہ بیان کرتے ہیں۔''

میں نے شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا ادیب مختار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار کو فرماتے سنا کہ حضرت سیِّدُنا ہلال بن یسار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیِّد عالَم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو علم وحکمت کی باتیں سکھا رہے ہیں۔میں نے عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! آپ نے جو کچھ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو سکھایا وہ مجھے بھی سکھا دیجئے۔''تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تیرے پاس قلم دان ہے؟''

میں نے عرض کی: ''میرے پاس قلمدان تو نہیں ہے۔'' تو ارشاد فرمایا: ''اے ہلال بن یسار! قلم دان کو اپنے سے جدا مت کرو کیونکہ قلمدان اور اسے رکھنے والا، دونوں کے لئے قیامت تک خیر ہی خیر ہے۔''

صدر شہید حضرت سیِّدُنا حسام الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن نے اپنے بیٹے حضرت سیِّدُنا شمس الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ''روزانہ کچھ نہ کچھ علم وحکمت کی باتیں یاد کرلیا کرو کہ ایک دن بڑھ کر یہ سب کچھ ایک بہت بڑا ذخیرہ بن جائے گا۔''

حضرت سیِّدُنا عصام بن یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں آتا ہے کہ ''انہوں نے ایک مرتبہ ایک قلم ایک دینار کے بدلے خریدا تاکہ مفید باتیں سن کر لکھ سکیں۔''

اے عزیز طالب علم! زندگی بے حد مختصر ہے اور علم کا سمندر بہت وسیع ہے۔ لہٰذا ایک طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنے اوقات بالکل ضائع نہ کرے بلکہ اپنے فارغ اوقات اور اپنی راتوں کو غنیمت جانتے ہوئے ان سے فائدہ اٹھائے۔ حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''اَللَّیْلُ طَوِیْلٌ فَلَا تُقَصِّرْہُ بِمَنَامِکَ وَالنَّہَارُ مُضِیْءٌ فَلَا تُکَدِّرْہُ بِآثَامِکَ۔ یعنی: طویل راتوں کو سوسو کر ضائع مت کرو اور روشن دن کو اپنے گناہوں کے میل سے میلا مت بناؤ۔''

ایک طالب علم کو چاہیے کہ بزرگوں کی صحبت کو غنیمت سمجھے اور ان سے اِستفادہ کرتا رہے کیونکہ جو چیز چھوٹ جائے وہ پھر حاصل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ہمارے استاذِ محترم صاحب ہدایہ شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن عاجزاً

اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''میں نے بہت سے بزرگوں کا زمانہ پایا مگر افسوس کہ میں ان سے اِستفادہ نہ کرسکا۔''

اِستفادۂ خیر کے فوت ہونے پر میں نے بھی یہ شعر لکھا ہے:

لَهَفِیُ عَلٰی فَوْتِ التَّلَاقِیُ لَهفًا مَاكُلُّ مَافَاتَ وَيَفْنٰى وِيُلْفٰى

ترجمہ: افسوس! بزرگوں کی صحبت کے چھوٹ جانے پر صد افسوس! ہر وہ چیز جو ختم ہوجائے وہ پھر نہیں ملتی۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم فرماتے ہیں کہ ''جب کسی کام میں لگ جاؤ تو پھر اس میں ایسے مگن ہو جاؤ کہ بس ہر وقت اسی کے حصول میں کوشاں رہو۔ دنیا وآخرت کی رسوائی کے لئے عِلمِ دین سے اِعراض کرنا ہی کافی ہے۔ لٰہذا دن رات اس بات سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

ایک طالبِ علم کو راہِ علم دین میں آنے والے مصائب اور ذلتوں کو بھی خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیے۔ خوشامد وچاپلوسی بے شک ایک مذموم چیز ہے۔ لیکن اگر طلب علم کے لئے خوشامد سے کام لینا پڑے تو کوئی حرج نہیں کہ بعض اوقات طالب علم کو اپنے اساتذہ وشرکا کی خوشامد بھی کرنی پڑتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ:

اَلْعِلْمُ عِزٌّ لَاذُلَّ فِيْهِ وَلَايُدْرَكُ اِلَّابِذُلٍّ لَاعِزَّفِيْهِ

ترجمہ: علم ایک ایسی عزت ہے کہ جس میں کوئی ذلت نہیں اور ہر عزت ذلت اٹھانے کے بعد ہی ملتی ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

أَرَى لَکَ نَفْسًا تَشْتَهِي أَنْ تُعِزَّهَا　　فَلَسْتَ تَنَالُ الْعِزَّ حَتّٰى تُذِلَّهَا

ترجمہ: میں دیکھتا ہوں کہ تیرا ایک نفس ہے تیری خواہش ہوتی ہے کہ تو اسے باعزت رکھے مگر تو اس وقت تک عزت حاصل نہیں کرسکتا جب تک تو اپنے نفس کو ذلیل نہ کرے۔

دورانِ تعلیم اہمیتِ پرہیزگاری کا بیان

بعض بزرگ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِم اَجْمَعِیْن اس موضوع پر رحمتِ عالَم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ لَمْ یَتَوَرَّعْ فِی تَعَلُّمِهِ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِاَحَدِ ثَلَاثَةِ اَشْیَاءٍ اِمَّا اَنْ یُّمِیْتَهُ فِیْ شَبَابِهٖ اَوْ یُوْقِعَهٗ فِی الرَّسَاتِیْقِ اَوْ یَبْتَلِیَهٗ بِخِدْمَةِ السُّلْطَانِ. یعنی: جو طالب علمی کے زمانے میں پرہیزگاری اختیار نہیں کرتا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے تین اشیاء میں سے کسی ایک میں مبتلا فرما دیتا ہے یا تو اسے جوانی میں موت دیتا ہے یا پھر وہ باوجود علم ہونے کے قریہ بہ قریہ مارا مارا پھرتا ہے یا پھر وہ ساری عمر حکمرانوں کی غلامی کرتا رہتا ہے۔''

الغرض طالب علم جتنا زیادہ پرہیزگار ہوتا ہے اس کا علم بھی اسی قدر نفع بخش ہوتا ہے اور اسی قدر اس کے لئے علم کا حصول آسان ہو جاتا ہے اور اس علم کے ثمرات وفوائد بھی خوب ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک طالب علم کے لئے سب سے بڑی پرہیزگاری کی بات تو یہ ہے کہ اسے کثرتِ طعام، کثرتِ منام اور کثرتِ کلام سے اِجتناب کرنا چاہیے۔ نیز ایک طالب علم کو اگر ممکن ہو تو غیر مفید اور بازاری کھانے سے بھی پرہیز

کرنا چاہیے کیونکہ بازاری کھانا انسان کو خیانت وگندگی کے قریب اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے دور کردیتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بازار کے کھانوں پر غربا اور فقرا کی نظریں بھی پڑتیں ہیں اور وہ اپنی غربت وافلاس کی بِنا پر جب اس کھانے کو نہیں خرید سکتے تو وہ دل آزردہ ہوجاتے ہیں اور یوں اس کھانے سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

منقول ہے کہ اِمامِ جلیل حضرت سیِّدُنا محمد بن فضل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دورانِ تعلیم کبھی بھی بازار سے کھانا نہیں کھایا ان کے والد صاحب گاؤں میں رہا کرتے تھے اور وہ ہر جمعہ کو ان کے لئے کھانا تیار کرکے لے آتے تھے۔ایک مرتبہ جب وہ کھانا تیار کرکے لے کر آئے تو انھوں نے ان کے کمرے میں بازار کی روٹی رکھی دیکھی۔یہ دیکھتے ہی غصے سے لال پیلے ہوگئے اور اپنے لڑکے سے بات تک نہیں کی۔صاحبزادے نے معذرت کرتے ہوئے عرض کی کہ ''یہ روٹی بازار سے میں خرید کر نہیں لایا ہوں بلکہ میرا رفیق میری رضامندی کے بغیر خرید کر لایا تھا۔'' ان کے والد صاحب نے یہ سن کر ان کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا: ''اگر تمہارے اندر تقوی وپرہیز گاری کی صفت ہوتی تو تمہارے دوست کو بھی یہ جرأت کبھی نہ ہوتی۔'' یہ عالَم ہوتا ہے ہمارے بزرگان دین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کے تقوی کا تبھی تو یہ نفوسِ قدسیہ ہر دم علم کی نشر واِشاعت میں مصروف عمل رہے۔ان کی انہی کاوشوں کی وجہ سے ان کا نام قیامت تک باقی رہے گا۔

ایک فقیہ زاہد نے ایک مرتبہ ایک طالب علم کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ ''تجھ پر لازم ہے کہ غیبت سے بچتے رہو اور باتونی طلبہ کے ساتھ بیٹھنے سے پرہیز

کرو کیونکہ جو فضول کلام زیادہ کرتا ہے وہ یقیناً تیری عمر کو برباد اور تیرے اوقات کو ضائع کر دے گا۔“

نیز پرہیزگاری کے کاموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جھگڑالو، عصیاں شعار اور بے کار افراد کی صحبت سے بچا جائے اور نیک لوگوں کی صحبت کو اختیار کیا جائے کہ صحبت ایک دن ضرور رنگ لاتی ہے۔ اسی طرح ایک طالب علم کو چاہیے کہ ہمیشہ قبلہ رو بیٹھے اور حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں پر سختی سے عمل کرے۔ لوگوں کی دعاؤں کو غنیمت سمجھے اور مظلوم کی بددعا سے ہمیشہ اپنے آپ کو بچائے۔

منقول ہے کہ دو طالب علم، طلب علم کے لئے پردیس گئے۔ دو سال تک دونوں ہم سبق رہے۔ دو سال کے بعد جب وہ اپنے شہر واپس لوٹے تو ان میں سے ایک تو فقیہ بن چکا تھا جبکہ دوسرا علم و کمال سے خالی تھا۔ اس شہر کے عُلما اور فقہا نے اس بارے میں خوب غور و خوض کیا اور انہوں نے ان دونوں کے حصول علم کے طریقۂ کار، اندازِ تکرار اور بیٹھنے کے اطوار وغیرہ کے بارے میں تحقیق کی تو انہیں پتا چلا کہ وہ شخص جو فقیہ بن کر آیا تھا اس کا معمول تھا کہ وہ دورانِ تکرار قبلہ رو ہو کر بیٹھا کرتا تھا جبکہ وہ شخص جو علم و کمال سے عاری تھا وہ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھا کرتا تھا۔ اس کے بعد تمام فقہا اور عُلما اس بات پر متفق ہوئے کہ یہ شخص استقبالِ قبلہ کی برکت سے فقیہ بنا کیونکہ بیٹھتے وقت قبلہ رو ہو کر بیٹھنا سنت ہے۔ نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی دعاؤں کا اثر ہو کہ کوئی بھی شہر متقی اور پرہیزگار لوگوں سے خالی نہیں

ہوتا، ہوسکتا ہے کہ ان نیک بندوں میں سے کسی نے اس طالب علم کے لئے دعا کی ہو۔ لہٰذا ایک طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ آداب وسنن کے بارے میں سستی سے کام نہ لے کیونکہ جو شخص آداب میں سستی کرتا ہے سنتوں سے محروم ہوجاتا ہے۔ جو سنتوں کے معاملہ میں سستی سے کام لیتا ہے اندیشہ ہے کہ وہ فرائض سے محروم ہو جائے اور جو بدنصیب فرائض میں سستی کرتا ہے وہ آخرت میں محروم رہ جاتا ہے۔ اس لئے ایک طالب علم کو چاہیے کہ کثرت سے نوافل پڑھا کرے اور نماز پڑھتے وقت خشوع وخضوع کا لحاظ رکھے کیونکہ یہ چیزیں اس کے لئے تحصیل علم میں معاون ثابت ہوں گی۔

شیخ جلیل حضرت سیّدُنا نجم الدین عمر بن محمد نسفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنے اشعار میں فرماتے ہیں:

کُنْ لِّلْاَوَامِرِ وَالنَّوَاھِی حَافِظًا   وَعَلَی الصَّلَاۃِ مُوَاظِبًاوَّ مُحَافِظًا

وَاطْلُبْ عُلُوْمَ الشَّرْعِ وَاجْھَدْ وَاسْتَعِنْ   بِالطَّیِّبَاتِ تَصِرْ فَقِیْھًا حَافِظًا

وَاسْأَلْ اِلٰھَکَ حِفْظَ حِفْظِکَ رَاغِبًا   فِیْ فَضْلِہٖ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا

ترجمہ: (۱)......اوامر ونواہی کے پابند ہوجاؤ نماز کی پابندی اور حفاظت کرو۔

(۲)......علم دین کو خوب محنت ولگن سے حاصل کرو اس سلسلے میں نیک اعمال سے مدد بھی لیتے رہو تاکہ تم ایک بڑے فقیہ بن سکو۔

(۳)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل چاہتے ہوئے اس سے اپنی قوت حافظہ کی حفاظت کا سوال کرتے رہو اللہ عَزَّوَجَلَّ بہتر حفاظت فرمانے والا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا شیخ نجم الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن ہی کے یہ اشعار بھی ہیں:

اَطِیْعُوْا وَجِدُّوْا وَلَا تَکْسَلُوْا وَاَنْتُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ تَرْجِعُوْنَ

وَلَا تَھْجَعُوْا فَخِیَارُ الْوَرٰی قَلِیْلًا مِّنَ اللَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ

ترجمہ: (۱)......فرمانبردار رہو اور محنت کرتے رہو، سستی سے کام مت لو، کہ تمہیں ایک دن اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف ضرور لوٹنا ہے۔

(۲)......راتوں کو سونا چھوڑ دو، مخلوق میں سے بہتر وہ ہے جو راتوں کو بہت کم سوتا ہے۔

ایک طالب علم کو چاہیے کہ ہر وقت کتابیں اپنے ساتھ رکھے تا کہ وقت فرصت ان کا مطالعہ کیا جا سکے۔ کسی دانا کا قول ہے:

مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَہٗ دَفْتَرٌ فِیْ کُمِّہٖ لَمْ تَثْبُتِ الْحِکْمَۃُ فِیْ قَلْبِہٖ

ترجمہ: جس کی بغل میں ہر وقت کتاب نہ ہو اس کے قلب میں حکمت ودانائی راسخ نہیں ہو سکتی۔

مناسب یہ ہے کہ کاپی بھی پاس رکھے جو مفید بات سنے لکھ لے اور ساتھ میں قلمدان بھی رکھے تا کہ سنی ہوئی خاص باتیں لکھنے میں دقت نہ ہو جیسا کہ اوپر حضرت سیِّدُ نا ہلال بن یسار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حدیث میں گزرا۔

قوتِ حافظہ کو بڑھانے والی اَشیاء کا بیان

محنت و پابندی کرنا، کم کھانا، نمازِ تہجد ادا کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا حافظہ مضبوط کرنے کے اسباب میں سرفہرست ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ''قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنے سے زیادہ کوئی اور چیز قوت حافظہ کو تیز نہیں کرتی۔'' ویسے بھی قرآن پاک دیکھ کر پڑھنا ہی افضل ہے۔

حضرتِ سیِّدُ نا شداد بن حکیم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَرِیْم نے اپنے ایک رفیق کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ ''تم نے سب سے زیادہ نفع بخش کس چیز کو پایا۔'' تو انہوں نے فرمایا کہ ''قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنا۔''

طالبِ علم کو چاہیے کہ جب کتاب اٹھائے تو یہ وظیفہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ الْعَزِیْزِ عَدَدَ کُلِّ حَرْفٍ کُتِبَ وَیُکْتَبُ اَبَدَ الْآبِدِیْنَ وَدَھْرَ الدَّاھِرِیْنَ۔

ہر نماز کے بعد یہ وظیفہ پڑھنا چاہیے:

آمَنْتُ بِاللّٰہِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ الْحَقِّ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَکَفَرْتُ بِمَاسِوَاہُ۔

طالبِ علم کو چاہیے کہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کثرت سے درود پاک پڑھا کرے کہ بے شک آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن ہیں۔

ایک شاعر (حضرتِ سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی) فرماتے ہیں:

شَکَوْتُ اِلٰی وَکِیْعٍ سُوْءَ حِفْظِی فَأَرْشَدَنِیْ اِلٰی تَرْکِ الْمَعَاصِی

فَاِنَّ الْحِفْظَ فَضْلٌ مِّنْ اِلٰھِی وَفَضْلُ اللّٰہِ لَا یُھْدٰی لِعَاصِی

ترجمہ: (۱)......میں نے اپنے استاذ سیِّدُنا وکیع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَدِیْع سے ضعفِ حافظہ کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے گناہوں سے اِجتناب کرنے کی ہدایت کی۔

(۲)......بے شک قوتِ حافظہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ایک فضل ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فضل (قوتِ حافظہ) گناہوں کا عادی نہیں پا سکتا۔

اسی طرح مسواک کرنا، شہد کا استعمال رکھنا، گوند بمع شکر استعمال کرنا، نہار منہ 21 دانے کشمش کھانا بھی حافظے کو قوی کرتا اور انسان کو بہت سے امراض سے شفا دیتا ہے۔ نیز ان چیزوں کا کھانا بھی حافظہ کو قوی کرتا ہے جو بلغم اور دیگر رطوبات کو کم کرتیں ہیں۔

وہ چیزیں جو نسیان پیدا کرتی ہیں ان میں کثرت سے گناہ کرنا، دنیاوی امور میں ہر وقت مغموم و متفکر رہنا، غیر ضروری چیزوں میں مشغولیت رکھنا، دنیا سے محبت رکھنا، بلغم پیدا کرنے والی اشیاء کا استعمال کرنا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ طالب علم کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ دنیاوی امور کے بارے میں فکر و غم کرے کیونکہ دنیاوی امور کی فکر کرنا سراسر نقصان دہ ہے اور اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ فکر دنیا دل کی سیاہی کا موجب ہوتی ہے۔ جبکہ فکر آخرت تو نورِ قلب کا باعث ہوتی ہے اور اس نور کا اثر نماز میں ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا کا غم اسے خیر سے منع کر رہا ہوتا ہے جبکہ آخرت کی فکر اسے کار خیر کی طرف ابھار رہی ہوتی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ نماز خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنا اور تحصیل علم میں لگے رہنا فکر و غم کو دور کر دیتا ہے۔

حضرت سیّدُنا نصر بن حسن مرغینانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی اپنے قصیدے میں فرماتے ہیں:

اِعْتَنِ نَصْرَبْنَ حَسَنْ   بِكُلِّ عِلْمٍ يُّخْتَزَنْ

ذَاكَ الَّذِیْ يَنْفِی الْحَزَنْ   وَغَيْرُهُ لَا يُؤْتَمَنْ

ترجمہ:(۱)......اے نصر بن حسن ہر ایسے علم کو سیکھنے کا اہتمام کرو جو کہ محفوظ کیا جا سکے۔

(۲)......یہی وہ عمل ہے جو فکر و غم کو دور کرتا ہے، اسکے علاوہ دیگر کاموں کا کوئی اعتبار نہیں۔

اِمامِ اَجَلّ حضرت سیّدُ نا نجم الدین عمر بن محمد نسفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ایک مرتبہ اپنی اُمِّ ولد لونڈی سے فرمایا:

سَلَامٌ عَلٰی مَنْ تَیَّمَتْنِیْ بِطَرْفِهَا　　وَلَمْعَةِ خَدَّیْهَا وَلَمْحَةِ طَرْفِهَا

سَبَتْنِیْ وَاَصْبَتْنِیْ فَتَاةٌ مَلِیْحَةٌ　　تَحَیَّرَتِ الْاَوْهَامُ فِیْ کُنْهِ وَصْفِهَا

فَقُلْتُ ذَرِیْنِیْ وَاعْذُرِیْنِیْ فَاِنَّنِیْ　　شُغِفْتُ بِتَحْصِیْلِ الْعُلُوْمِ وَکَشْفِهَا

وَلِیْ فِیْ طِلَابِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ وَالتُّقٰی　　غِنًی عَنْ غِنَاءِ الْغَانِیَاتِ وَعَرْفِهَا

ترجمہ:(۱)......سلام اس پر کہ جس کے رخساروں کی شادابی اور نگاہوں کی وجاہت نے مجھے گرویدہ بنالیا ہے۔

(۲)......ایک خوبصورت ماہ جبیں نے مجھے اپنے عشق میں گرفتار کرلیا ہے کہ جس کے اوصاف کی حقیقت دیکھ کر عقلیں بھی حیران ہیں۔

(۳)......لیکن میں نے اس سے کہہ دیا کہ مجھے چھوڑ دے اور اپنی محبت سے مجھے آزاد کردے کیونکہ میں اب علم حاصل کرنے اور اس کے غوامض کو عیاں کرنے میں مگن ہوں۔

(۴)......اِکتسابِ علم و فضل اور تقویٰ نے مجھے حسین و جمیل عورتوں کے نغموں اور مسحور کن خوشبوؤں سے بے نیاز کردیا ہے۔

علم کو بھول جانے کے اَسباب میں سے چند یہ ہیں:

تر دھنیا کھانا، کھٹے سیب کھانا، پھانسی چڑھے کی طرف دیکھنا، قبر کی تختیاں

پڑھنا، اونٹوں کی قطار کے درمیان سے گزرنا، زندہ جوؤں کو یونہی زمین پر چھوڑ دینا اور گدی پر پچھنے لگوانا یہ تمام باتیں نسیان پیدا کرتی ہیں۔

رزق کو حاصل کرنے اور روکنے اور اسے بڑھانے اور گھٹانے والی اَشیاء کا بیان

رزق میں تنگی لانے والے اَسباب:

ایک طالب کے لئے خوراک بھی ضروری چیز ہے۔ نیز ان چیزوں کی معرفت بھی ضروری ہے جو رزق کی زیادتی اور عمر وصحت میں اضافے کا موجب ہوں تاکہ وہ اپنے مقاصد کے حصول کی طرف متوجہ رہے۔ عُلمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس موضوع پر بڑی بڑی اور ضخیم کُتُب تحریر کی ہیں لیکن میں ان میں سے بعض باتوں کو یہاں نقل کرتا ہوں۔

حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لَایَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُهٗ . یعنی: دعا سے تقدیر پلٹ جاتی ہے اور نیکیوں سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ بے شک بندہ گناہ کی وجہ سے اس رزق سے بھی محروم ہوجاتا ہے جو اسے پہنچنا ہوتا ہے۔'' (1)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ گناہوں کا اِرتکاب کرنا رزق کی محرومی کا سبب بنتا ہے۔ خصوصاً جھوٹ جیسا گناہ کہ جھوٹ بولنا فقر ومحتاجی کو پیدا کرتا ہے۔

......المستدرك للحاكم، كتاب الدعاء والتكبير، باب: لا يرد القدر......الخ، الحديث: ۱۸۵۷، ج۲، ص۱۶۲.

اس کے بارے میں تو حدیث شریف بھی وارد ہے۔اسی طرح صبح کے وقت سونا بھی رزق سے محرومی کا سبب بنتا ہےاور کثرت نوم کی عادت بھی فقر و محتاجی کو پیدا کرتی ہے۔نیز کثرت نوم سے جہالت بھی پیدا ہوتی ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

سُرُوْرُالنَّاسِ فِی لُبْسِ اللِّبَاسِ وَجَمْعُ الْعِلْمِ فِی تَرْکِ النُّعَاسِ

أَلَیْسَ مِنَ الْخُسْرَانِ اَنَّ لَیَالِیًا تَمُرُّبِلَانَفْعٍ وَّتُحْسَبُ مِنْ عُمْرِی

ترجمہ: (۱)......لوگوں کا سرور تو نئے نئے لباس پہننے میں ہے مگر علم نیند کو ترک کر کے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

(۲)......کیا بدبختی کی بات نہیں کہ راتیں بغیر نفع گزر جائیں، حالانکہ ان کا شمار عمر میں ہو رہا ہے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

قُمِ اللَّیْلَ یَاھٰذَالَعَلَّکَ تَرْشُدُ اِلٰی کَمْ تَنَامُ اللَّیْلَ وَالْعُمْرُیَنْفُدُ

ترجمہ: اے طالب علم! راتوں کو اٹھ شاید کہ تجھے ہدایت ملے تم رات کو کتنا سوتے ہو حالانکہ تمہاری عمر ختم ہوتی جا رہی ہے۔

رزق میں کمی کرنے والے اَسباب میں یہ اَفعال بھی شامل ہیں

ننگے سونا، بے حیائی سے پیشاب کرنا، پہلو کے بل ٹیک لگا کر کھانا، دستر خوان پر گرے ہوئے روٹی کے ٹکڑے وغیرہ اٹھانے میں سستی کرنا، پیاز اور لہسن کے چھلکے

جلانا، گھر میں رومال سے جھاڑو دینا، رات کو جھاڑو دینا، کوڑا گھر ہی میں چھوڑ دینا، مشائخ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلام کے آگے چلنا، ماں باپ کو ان کے نام سے پکارنا، کسی بھی گری پڑی چیز سے دانتوں کا خلال کرنا، ہاتھوں کو گارے یا مٹی سے دھونا، چوکھٹ پر بیٹھنا، دروازے کے ایک حصے سے ٹیک لگا کر کھڑے ہونا، بیت الخلا میں وضو کرنا، بدن ہی پر کپڑے وغیرہ سی لینا، چہرے کو لباس ہی سے خشک کر لینا، گھر میں مکڑی کے جالوں کو لگا رہنے دینا، نماز میں سستی کرنا، نماز فجر کے بعد مسجد سے نکلنے میں جلدی کرنا، صبح سویرے بازار جانا، دیر گئے بازار سے آنا، فقیروں کی مانگی ہوئی روٹیاں خریدنا، اپنی اولاد کے لئے بددعا کرنا، کھانے کے برتن کو صاف نہ کرنا اور چراغ کو پھونک مار کر بجھانا یہ تمام چیزیں فقر و محتاجی پیدا کرتی ہیں۔ یہ ساری باتیں مختلف احادیث سے ماخوذ ہیں۔

اسی طرح چند امور اور بھی ہیں جو فقر و محتاجی کا سبب بنتے ہیں۔ جیسے ٹوٹے ہوئے قلم کو پھر دوبارہ باندھ کر لکھنا، ٹوٹے ہوئے کنگھے کا استعمال کرنا، والدین کے لئے دعائے خیر کو چھوڑ دینا، عمامہ بیٹھ کر باندھنا، شلوار کھڑے ہو کر پہننا، کنجوسی کرنا، سستی و کاہلی کرنا اور نیک اعمال میں ٹال مٹول کرنا۔

رزق میں اِضافہ کرنے والے اَسباب:

حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَةِ. یعنی: صدقات کی کثرت سے رزق طلب کرو۔''[1]

علی الصبح بیدار ہونا نعمتوں میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ خصوصاً اس سے

---

1 ......الكامل فى ضعفاء الرجال، حبيب بن ابى حبيب، ج٣، ص٣٢٦.

رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔اسی طرح خوشخطی رزق کی کنجیوں میں سے ایک کنجی ہے اور خندہ پیشانی وخوش کلامی بھی رزق کو بڑھاتی ہے۔

حضرت سیِّدُنا حسن بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْھُمَا کے بارے میں آتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: گھر اور برتنوں کو صاف ستھرا رکھنا موجب غنا ہے۔ نیز رزق کی وسعت کا قوی ترین ذریعہ یہ ہے کہ انسان نماز کو خشوع وخضوع، تعدیل ارکان کا لحاظ کرتے ہوئے اور تمام واجبات اور سنن وآداب کی پوری طرح رعایت کرتے ہوئے ادا کرے۔

حصولِ رزق کے لئے نمازِ چاشت پڑھنا بے حد مفید اور مُجَرَّب ہے۔اسی طرح سورۂ واقعہ کو خصوصاً رات میں پڑھنا نیز سورۂ ملک، سورۂ مزمل، سورۂ لیل اور سورۂ الم نشرح کی تلاوت کرتے رہنا بھی فراخی رزق کا سبب ہے۔

اسی طرح مسجد میں اذان سے پہلے پہنچنا، ہمیشہ باوضو رہنا، سنت فجر اور وتر کو گھر پر ادا کرنا اور وتر کے بعد کوئی دنیاوی کلام نہ کرنا، عورتوں کے پاس ضرورت سے زیادہ نہ بیٹھنا، غیر مفید اور لغو کلام سے اِجتناب کرنا رزق میں اضافہ کا موجب ہوتا ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ ''مَنِ اشْتَغَلَ بِمَالَا یَعْنِیْہِ یَفُوْتُہٗ مَایَعْنِیْہِ۔ یعنی: جو غیر ضروری کاموں میں مشغول ہوجائے اس سے ضروری کام تک چھوٹ جاتے ہیں۔''

کسی کا قول ہے کہ ''جب تم کسی شخص کو بہت زیادہ بولتے دیکھو تو پھر اس کے مجنون ہونے کا بھی یقین کرلو۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''اِذَاتَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْکَلَامُ۔ یعنی: جب عقل کامل ہوجاتی ہے تو انسان کا کلام بھی

مختصر ہو جاتا ہے۔"

خود میں نے اس موضوع پر کہا ہے:

اِذَاتَمَّ عَقْلُ الْمَرْءِ قَلَّ کَلَامُہٗ وَأَیْقِنْ بِحُمْقِ الْمَرْءِ اِنْ کَانَ مُکْثِرًا

ترجمہ :جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو بندے کی گفتگو بھی کم ہو جاتی ہے اور جب کسی باتونی کو دیکھو تو پھر اس کی حماقت کا یقین کرلو۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

اَلنُّطْقُ زَیْنٌ وَّالسُّکُوْتُ سَلَامَۃٌ فَاِذَانَطَقْتَ فَلَا تَکُنْ مِّکْثَارًا

مَااِنْ نَّدِمْتُ عَلٰی سُکُوْتِیْ مَرَّۃً وَلَقَدْنَدِمْتُ عَلَی الْکَلَامِ مِرَارًا

ترجمہ:(۱)......بولنا زینت ہے اور خاموشی سلامتی لہٰذا جب بولنے کا ارادہ کرو تو پھر ضرورت سے زیادہ کلام مت کرو۔

(۲)......میں نے کبھی خاموشی پر ندامت نہیں اٹھائی لیکن بولنے پر مجھے بارہا ندامت اٹھانی پڑی۔

وہ وظائف جو رزق کو بڑھاتے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں

﴿1﴾......روزانہ صبح صادق کے وقت نمازِ فجر سے قبل یہ کلمات 100 بار پڑھنا:

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ،سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ،اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ.

﴿2﴾......ہر روز صبح وشام 100،100 مرتبہ یہ کلمات پڑھنا:

لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ.

﴿3﴾...... روزانہ نمازِ فجر اور نمازِ مغرب کے بعد ان کلمات کو 33،33 مرتبہ پڑھنا:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ،سُبْحَانَ اللّٰہِ،لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ۔

﴿4﴾...... نماز فجر کے بعد 40بار استغفار کرنا۔

﴿5﴾...... اِن کلمات کی کثرت کرنا:

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

﴿6﴾...... سرکارمدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود پاک کی کثرت کرنا۔

﴿7﴾...... جمعہ کے دن ستر مرتبہ ان کلمات کو پڑھنا:

اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاکْفِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ.

﴿8﴾...... اِن کلمات کو ہر روز صبح وشام پڑھنا:

اَنْتَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُالْحَکِیْمُ،اَنْتَ اللّٰہُ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ،اَنْتَ اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، اَنْتَ اللّٰہُ خَالِقُ الْخَیْرِوَالشَّرِّ،اَنْتَ اللّٰہُ خَالِقُ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ،عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ، عَالِمُ السِّرِّوَاَخْفٰی،اَنْتَ اللّٰہُ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ،اَنْتَ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ،وَاِلَیْہِ یَعُوْدُکُلُّ شَیْءٍ،اَنْتَ اللّٰہُ دَیَّانُ یَوْمِ الدِّیْنِ لَمْ تَزَلْ وَلَا تَزَالُ،اَنْتَ اللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّااَنْتَ، اَنْتَ اللّٰہُ الْاَحَدُالصَّمَدُلَمْ یَلِدْوَلَمْ یُوْلَدْوَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًااَحَدٌ ،اَنْتَ اللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّااَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ،اَنْتَ اللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّااَنْتَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ،لَااِلٰہَ اِلَّااَنْتَ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ، لَہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَالْعَزِیْزُالْحَکِیْمُ.

❁❁❁❁❁❁❁❁

عمر میں اِضافہ کرنے والے اَسباب:

وہ چیزیں جو عمر میں زیادتی کا سبب بنتی ہیں یہ ہیں:

نیکی کرنا، مسلمانوں کو ایذا نہ دینا، بزرگوں کا ادب واِحترام کرنا، صلہ رحمی کرنا، ہر روز صبح وشام ان کلمات کو 3،3 بار پڑھنا:

سُبۡحَانَ اللّٰہِ مِلۡ ءَ الۡمِیۡزَانِ وَمُنۡتَھَی الۡعِلۡمِ وَمَبۡلَغَ الرِّضَا،وَزِنَۃَ الۡعَرۡشِ وَالۡحَمۡدُلِلّٰہِ وَلَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُمِلۡ ءَ الۡمِیۡزَانِ وَمُنۡتَھَی الۡعِلۡمِ وَمَبۡلَغَ الرِّضَا وَزِنَۃَ الۡعَرۡشِ.

بلاضرورت ہرے بھرے درختوں کو کاٹنے سے اِحتراز کرنا، وضو کو کامل طریقہ سے سنن وآداب کالحاظ رکھتے ہوئے کرنا، نماز کو خشوع وخضوع سے پڑھنا، ایک ہی اِحرام سے حج وعمرہ ادا کرنا یعنی حج قِران کرنا، اپنی صحت کا خیال رکھنا۔ یہ تمام باتیں عمر میں زیادتی کا سبب بنتی ہیں۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کچھ نہ کچھ علمِ طب بھی پڑھے کم ازکم ان احادیث کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے جو طب کے بارے میں وارد ہوئیں جنہیں حضرت سیِّدُنا شیخ اِمام ابوالعباس مستغفری عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡوَلِی نے اپنی کتاب طب نبوی میں جمع کیا ہے۔ یَجِدُہٗ مَنۡ یَّطۡلُبُہٗ۔ یعنی جو اسے تلاش کرے گا وہ اسے ضرور پالے گا۔''

وَالۡحَمۡدُلِلّٰہِ عَلَی التَّمَامِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍاَفۡضَلِ الرُّسُلِ الۡکِرَامِ وَآلِہٖ وَصَحۡبِہِ الۡاَیِمَّۃِ الۡاَعۡلَامِ عَلٰی مَمَرِّالدُّھُوۡرِوَتَعَاقُبِ الۡاَیَّامِ

(آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الۡاَمِیۡن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

❁❁❁❁❁❁❁

مآخذ و مراجع

کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
قرآن مجید	کلام باری تعالٰی	مکتبة المدینة ١٤٣٠ھ
ترجمۂ قرآن کنزالایمان	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ١٣٤٠ھ	مکتبة المدینة ١٤٣٠ھ
صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل لبخاری رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ٢٥٦ھ	دارالکتب العلمیہ ١٤١٩ھ
صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ٢٦١ھ	دارابن حزم بیروت ١٤١٩ھ
سنن الترمذی	امام محمد بن عیسٰی ترمذی رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ٢٧٩ھ	دارالفکر بیروت ١٤١٤ھ
سنن ابن ماجه	امام محمد بن یزید قزوینی ابن ماجه رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ٢٧٣ھ	دارالمعرفة ١٤٢٠ھ
المسند	امام احمد بن حنبل رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ٢٤١ھ	دارالفکر بیروت ١٤١٤ھ
المصنف	امام عبداللّٰہ بن محمدابی شیبه رحمة اللّٰہ علیہ متوفّٰی ٢٣٥	دار الفکر بیروت ١٤١٤ھ
المعجم الکبیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ٣٦٠ھ	داراحیاء التراث ١٤٢٢ھ
المعجم الاوسط	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ٣٦٠ھ	دارا لکتب العلمیة ١٤٢٠ھ
فردوس الاخبار	أبوشجاع شیرویه بن شهردارالدیلمی رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ٥٠٩ھ	دارالفکر بیروت ١٤١٨ھ
کشف الخفاء	امام شیخ اسماعیل بن محمد رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ١١٦٢ھ	دارا لکتب العلمیة ١٤٢٢ھ
حلیة الاولیاء	امام حافظ ابو نعیم اصفهانی رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ٤٣٠ھ	دارالکتب العلمیه ١٤١٨ھ
تاریخ بغداد	حافظ ابوبکراحمدبن علی خطیب بغدادی رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ٤٦٣ھ	دارالکتب العلمیه ١٤١٧ھ
المقاصد الحسنه	علامه شیخ محمد عبدالرحمن سخاوی رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ٩٠٢ھ	دارالکتاب العربی ١٤٢٥ھ
المستدرك	امام محمد بن عبد اللّٰہ حاکم رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ٤٠٥ھ	دارالمعرفة ١٤١٨ھ
کنزالعمال	علامه علی متقی بن حسام الدین هندی رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ٩٧٥ھ	دارالکتب العلمیه ١٤١٩ھ
الکامل فی ضعفاء الرجال	امام ابواحمدعبداللّٰہ بن عدی جرجانی رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ٣٦٥ھ	دارالکتب العلمیه ١٤١٨ھ
جامع بیان العلم وفضله	امام ابوعمریوسف بن عبداللّٰہ بن عبدالبرقرطبی مالکی رحمة اللہ علیہ متوفّٰی ٤٦٣ھ	دارالکتب العلمیه ١٤٢٨ھ

مجلس المدینة العلمیة کی طرف سے پیش کردہ202 کتب ورسائل مع عنقریب آنے والی13کتب ورسائل

{شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت}

اردو کتب:

01......راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل(رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاء بِدَعْوَةِ الْجِيْرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاء) (کل صفحات:40)

02......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات(كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم فِيْ اَحْكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِم) (کل صفحات:199)

03......فضائل دعا(اَحْسَنُ الْوِعَاء لِآدَابِ الدُّعَاء مَعَهُ ذَيْلُ الْمُدَّعَاء لِاَحْسَنِ الْوِعَاء) (کل صفحات:326)

04......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟(وِشَاحُ الْجِيْدفِيْ تَحْلِيْلِ مُعَانَقَةِ الْعِيْد) (کل صفحات:55)

05......والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق(اَلْحُقُوق لِطَرْحِ الْعُقُوْق) (کل صفحات:125)

06......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل چار حصے) (کل صفحات:561)

07......شریعت وطریقت(مَقَالُ الْعُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَّعُلَمَاء) (کل صفحات:57)

08......ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْيَاقُوْتَةُ الْوَاسِطَة) (کل صفحات:60)

09......معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

10......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب(اِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِي) (کل صفحات:100)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں(اَعْجَبُ الْاِمْدَاد) (کل صفحات:47)

12......ثبوتِ ہلال کے طریقے(طُرُقُ اِثْبَاتِ هِلَال) (کل صفحات:63)

13......اولاد کے حقوق(مَشْعَلَةُ الْاِرْشَاد) (کل صفحات 31)

14......ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات:74)

15......اَلْوَظِيْفَةُ الْكَرِيْمَة(کل صفحات:46)

عربی کتب:

16، 17، 18، 19، 20......جَدُّ الْمُمْتَار عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَار (المجلد الاول والثانی والثالث والرابع والخامس) (کل صفحات: 570 ،672، 713، 650، 483)

عنقریب آنے والی کتب

{شعبہ تراجمِ کتب}

15......احیاء العلوم کا خلاصہ (لُبَابُ الْاِحْیَاء) (کل صفحات:641)

16......حکایتیں اور نصیحتیں (اَلرَّوْضُ الْفَائِق) (کل صفحات:649)

17......اچھے برے عمل (رِسَالَۃُ الْمُذَاکَرَۃ) (کل صفحات:122)

18......شکر کے فضائل (اَلشُّکْرُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ) (کل صفحات:122)

19......حسنِ اخلاق (مَکَارِمُ الْاَخْلَاق) (کل صفحات:102)

20......آنسوؤں کا دریا (بَحْرُ الدُّمُوْع) (کل صفحات:300)

21......آدابِ دین (اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن) (کل صفحات:63)

22......شاہراہ اولیا (مِنْھَاجُ الْعَارِفِیْن) (کل صفحات:36)

23......بیٹے کو نصیحت (اَیُّھَاالْوَلَد) (کل صفحات:64)

24......اَلدَّعْوَۃ اِلَی الْفِکْر (کل صفحات:148)

عنقریب آنے والی کتب

01......اللہ والوں کی باتیں (حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء) (جلد 1 مکمل)

02......جہنم میں لے جانے والے اَعمال (جلد2)

{ شعبہ درسی کتب }

01......مراح الارواح مع حاشیۃ ضیاء الاصباح (کل صفحات: 241)

02......الاربعین النوویۃ فی الأحادیث النبویۃ (کل صفحات: 155)

03......اتقان الفراسۃ شرح دیوان الحماسہ (کل صفحات: 325)

04......اصول الشاشی مع احسن الحواشی (کل صفحات: 299)

05......نور الایضاح مع حاشیۃ النور والضیاء (کل صفحات: 392)

06......شرح العقائد مع حاشیۃ جمع الفرائد (کل صفحات: 384)

07......الفرح الکامل علی شرح مئۃ عامل (کل صفحات: 158)

08......عنایۃ النحو فی شرح ھدایۃ النحو (کل صفحات: 280)

09......صرف بھائی مع حاشیۃ صرف بنائی (کل صفحات: 55)

10......دروس البلاغۃ مع شموس البراعۃ (کل صفحات: 241)

11......مقدمة الشيخ مع التحفة المرضية (كل صفحات: 119)

12......نزهة النظر شرح نخبة الفكر (كل صفحات: 175)

13......نحو میر مع حاشية نحو منير (كل صفحات: 203)

14......تلخيص اصول الشاشي (كل صفحات: 144)

15......نصاب اصولِ حدیث (کل صفحات: 95)

16......المحادثة العربية (كل صفحات: 101) **17**......نصاب النحو (كل صفحات: 288)

18......خاصیات ابواب (کل صفحات: 141) **19**......نصاب التجوید (کل صفحات: 79)

20......نصاب الصرف (کل صفحات: 343) **21**......تعریفاتِ نحویة (کل صفحات: 45)

22......نصاب المنطق (کل صفحات: 168) **23**......شرح مئة عامل (کل صفحات: 44)

عنقریب آنے والی کتب

01......انوار الحدیث (مع تخریج وتحقیق)

02......قصیدہ بردہ مع شرح خرپوتی

03......نصاب الادب

{شعبہ تخریج}

01......صحابہ کرام رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا عشقِ رسول (کل صفحات: 274)

02......بہارِ شریعت، جلد اوّل (حصہ اول تا ششم، کل صفحات: 1360)

03......بہارِ شریعت جلد دوم (حصہ 7 تا 13) (کل صفحات: 1304)

04......اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ (کل صفحات: 59)

05......عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات: 422)

06......گلدستہ عقائد و اعمال (کل صفحات: 244)

07......بہارِ شریعت (سولہواں حصہ، کل صفحات 312) 08......تحقیقات (کل صفحات: 142)

09...... اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات: 56) 10......جنتی زیور (کل صفحات: 679)

11......بہارِ شریعت حصہ ۱۵ (کل صفحات: 219) 12......علم القرآن (کل صفحات: 244)

13......بہارِ شریعت حصہ ۱۴ (کل صفحات: 243) 14......سوانح کربلا (کل صفحات: 192)

15......بہارِ شریعت حصہ ۱۳ (کل صفحات: 201) 16......اربعین حنفیہ (کل صفحات: 112)

17......بہارِ شریعت حصہ۸ (کل صفحات:206)
18......کتاب العقائد (کل صفحات:64)
19......بہارِ شریعت حصہ۷ (کل صفحات:133)
20......منتخب حدیثیں (کل صفحات:246)
21......بہارِ شریعت حصہ۱۰ (کل صفحات:169)
22......اسلامی زندگی (کل صفحات:170)
23......بہارِ شریعت حصہ۱۲ (کل صفحات:222)
24......آئینۂ قیامت (کل صفحات:108)
25......بہارِ شریعت حصہ۹ (کل صفحات:218)
26 تا32......فتاوی اہل سنت (سات حصے)
33......بہارِ شریعت حصہ۱۱ (کل صفحات:280)
34......حق و باطل کا فرق (کل صفحات:50)
35......بہشت کی کنجیاں (کل صفحات:249)
36......جہنم کے خطرات (کل صفحات:207)
37......کراماتِ صحابہ (کل صفحات:346)
38......اخلاق الصالحین (کل صفحات:78)
39......سیرتِ مصطفٰی (کل صفحات:875)
40......آئینۂ عبرت (کل صفحات:133)

عنقریب آنے والی کتب

01......بہارِ شریعت حصہ۱۵،۱۶
02......معمولات الابرار
03......جواہر الحدیث

{ شعبہ اصلاحی کتب }

01......غوثِ پاک رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ کے حالات (کل صفحات:106)
02......تکبر (کل صفحات:97)
03......فرامینِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (کل صفحات:87)
04......بدگمانی (کل صفحات:57)
05......رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ (کل صفحات:255)
06......نور کا کھلونا (کل صفحات:32)
07......اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں (کل صفحات:49)
08......فکرِ مدینہ (کل صفحات:164)
09......امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32)
10......ریاکاری (کل صفحات:170)
11......قومِ جنّات اور امیر اہلسنّت (کل صفحات:262)
12......عشر کے احکام (کل صفحات:48)
13......توبہ کی روایات و حکایات (کل صفحات:124)
14......فیضانِ زکوٰۃ (کل صفحات:150)
15......احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66)
16......تربیتِ اولاد (کل صفحات: 187)
17......کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات:63)
18......ٹی وی اور مُووی (کل صفحات:32)
19......طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30)
20......مفتی دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96)
21......فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات:120)
22......شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات:215)

{شعبہ امیر اہلسنت}

عنقریب آنے والے رسائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قراٰن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات کو فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی میں مغرب کی نماز کے بعد ہونے والے سنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِن شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔ ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِن شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

اپنی اصلاح کے لیے مَدَنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے مَدَنی قافلوں میں سفر کرنا ہے۔ اِن شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردارآباد: (فیصل آباد) امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ گلبرگ نمبر1، النور سٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 344-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا): فیضانِ مدینہ۔ فون: 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)

فون: 4921389-93/4126999 فیکس: 4125858

Email:maktaba@dawateislami.net \ www.dawateislami.net